ادیب شہیر حضرت مولانا

الحاج محمد ادریس رضوی ایم۔اے

رابطہ

Mohammad. Idris Razavi

Sunni Jama Masjid Patri Pool Kalyan

421306 Maharashtra

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

زیر اہتمام: الجامعۃ الرضویۃ کلیان تھانہ مہاراشٹر

ISBN 978-93-84180-50-8

☆نام کتاب:..........رسول اللہ ﷺ کی ماں

☆مصنف:..........ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رضوی (ایم۔اے)

☆سیٹنگ:..........محمد شمشاد عالم رضوی، الجامعۃ الرضویہ کلیان

☆صفحات:..........88

☆سنہ اشاعت..........جنوری ۲۰۱۵ء مطابق ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

ISBN 978-93-84180-50-8

تعداد: 1100

قیمت: R.s:50

حسبِ فرمائش: جناب سید یسین علی قادری، پتری پل، کلیان۔ 9833500173

زیر اہتمام: مولانا محمد مسعود رضا قادری، کلیان (مہاراشٹرا)

ملنے کے پتے:

☆سنی جامع مسجد، پتری پل، کلیان (مہاراشٹر) mob:9869781566

☆مولانا محمد مسعود رضا قادری، جامعہ رضویہ، بیل بازار کلیان۔ 09322329875

☆مولانا محمد کاشف شاد مصباحی، دارالعلوم رضائے مصطفےٰ (گل برگہ) 09620372464

☆ڈاکٹر محمد توصیف رضا، رضا کلینک، مدلمن، دربھنگہ۔ 09576829764

☆حافظ وقاری محمد قمر رضا، رضا منزل، مدلمن، دربھنگہ۔ 7275238675

☆مولانا محمد جمال الدین قادری، موضع ڈھیروا، پوسٹ، کالسر، کٹیہار 9869784747

عرضِ ناشر

قارئین کرام! نشر واشاعت بہت ہی مشکل کام ہے لیکن اس کے اثرات دیرپا ہیں اسی شعبہ کی بدولت ہمارے اسلاف واکابرین کے قلمی اثاثے ہم تک پہنچے ہیں، جنہیں پڑھ کر ہم اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں اور عوام الناس بھی مستفید ہوتے ہیں، اگر اس سلسلہ کو بند کر دیا جائے تو ہم ماضی کے بہت سارے واقعات واخبار سے محروم ہوجائیں گے۔

انہیں باتوں کے پیش نظر ”غوث الوریٰ اکیڈمی کلیان،، وجود میں آئی اور منصوبہ تیار ہوا کہ اس ادارہ کے سے نشر واشاعت کا کام لیا جائے۔ بفضلہٖ مولیٰ تعالیٰ بڑی حد تک اپنے منصوبہ میں کامیاب ہیں۔ اس سے قبل ہم اس ادارہ سے بہت سی کتابوں، رسائلوں اور پمفلٹ (PamPhlet) کے علاوہ کئی اہم شخصیات کی تصانیف بھی شائع کر چکے ہیں، جن میں مولانا محمد ادریس رضوی سرفہرست ہیں، ہم نے ان کی تصانیف ”نغماتِ بخشش۔ وسیلۂ بخشش۔ سبیلِ بخشش۔ امام احمد رضا اور کنز الایمان۔ امام احمد رضا کے مبلغین۔ گلستانِ رضا۔ حرم سے حرم تک۔ عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ۔ کتابوں کے صُوری ومعنوی اثرات۔ مطالعۂ معاشرت۔ نقوشِ امین شریعت۔ آئینۂ کربلا کوئز۔ سہ ماہی مجلّہ المختار کلیان۔ امام علم وفن نمبر قابل ذکر ہیں۔

اس سلسلے کو بڑھاتے ہوئے ہم ادیب شہیر حضرت علامہ محمد ادریس رضوی صاحب قبلہ کی تصنیف ”رسول اللہ ﷺ کی ماں“۔ شائع کر رہے ہیں، امید قوی ہے کہ یہ کتاب آپ کو پسند آئے گی۔

غوث الوریٰ اکیڈمی نیز الجامعۃ الرضویہ بیل بازار، مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ والدھونی کلیان جن میں قوم وملت کے دوسو نونہالوں کی آبیاری اور انہیں تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کا پورا نظم ہے۔ نشر واشاعت اور تعلیم وتربیت صرف آپ کے مالی تعاون پر منحصر ہے۔ لہٰذا! زیادہ سے زیادہ مالی اعانت فرما کر دنیا میں فلاح اور آخرت میں اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

محمد جہانگیر اشرف رضوی

9323737659

ڈاکٹر نذیر احمد فتح پوری، مدیر سہ ماہی اسباق پونے

ادیبِ شہیر اور شاعرِ باضمیر علامہ محمد ادریس رضوی صاحب سے خاکسار کا تعارف اُس وقت ہوا تھا جب موصوف پہلی بار اپنی ایک کتاب ”کلام راہی اور صنائع وبدائع“ کی کاپی مجھے ارسال کر کے سرفراز فرمایا تھا، تب تک یہ بات میرے علم میں نہیں تھی کہ موصوف مذہبِ اسلام کی تعلیمات اور علم دین کی برکتوں سے بھی مالا مال ہیں، بعد میں جب قربت بڑھی تو انکشاف ہوا کہ ادب تو ثانوی حیثیت کا حامل ہے، مولانا کی پہلی حیثیت تو عالم دین کی ہے، اس تعلق سے آپ کی تصنیفات وتالیفات خاصی اہمیت اور اہم مقام کی حامل ہیں، اسی دوران جب سہ ماہی اسباق کے ماں نمبر کا منصوبہ تیار ہوا تو میری نظر میں رسول اللہ ﷺ کی والدۂ محترمہ کے تعلق سے مولانا محمد ادریس رضوی سے بہتر کوئی نام مجھے نظر نہیں آیا، میں نے فون پر رابطہ کر کے اپنی گذارش پیش کی، جسے مولانا نے شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے وقتِ مکررہ سے پہلے پہلے مجھے ”حضور ﷺ کی ماں“ کے عنوان سے عنایت فرمایا، یہ مختصر مضمون بارہ کتابوں کے حوالے سے سپردِ قلم کیا گیا ہے، مضمون کا آخری حصہ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت آمنہ خاتون کا نام ادب سے لینا چاہئے آپ موحدہ ومومنہ ہیں.... نبی آخر الزماں کی ماں ہیں.... حضور سرورِ کائنات ﷺ کی رسالت کی گواہی اپنی حیاتِ ظاہری میں دے گئیں تھیں.... کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ مشرکہ تھیں.... بعض ناسمجھ لوگ آپ کو کافرہ کہتے ہیں.... ایسے الفاظ سے پرہیز کرنا چاہئے“ (اسباق پونے ماں نمبر صفحہ نمبر ۳۰۸)

اب یہ مضمون متعدد حوالوں کے اضافے کے ساتھ کتابی شکل میں آپ کے روبرو ہے، مسودے کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ یہ معتبر اور مستند حوالے اہم اور ناقابل تردید کتابوں سے اخذ کئے

گئے ہیں، قبوراور زیارتِ قبور کے سلسلے میں تفہیمی اسلوب میں اپنی بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مسلمانوں میں قبر اور زیارتِ قبر کا مسئلہ بہت حساس صورت اختیار کر چکا ہے۔ ''اثبات'' اور ''نفی'' میں دونوں طرف سے شدتیں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہیں، قبر کا احترام ہمارے ایمان کا حصہ ہے، ہمیں اس بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے، اسلام کی تعلیمات کی حدوں میں رہ کر اگر ہم سارے کام انجام دینے لگ جائیں تو بہت کچھ آسانیاں میسّر آسکتی ہیں۔

زیرِ مطالعہ کتاب دنیاوی اعتبار سے بھی ایک بہت ہی حساس موضوع پر مرتب کی گئی ہے، ماں کا نام سنتے ہی اچھے اچھوں کے سر خم ہو جاتے ہیں، کیوں کہ ؎

ماں ہے تو زندگی ہے خوشی ہے بہار ہے
ماں کا وجود رحمتِ پروردگار ہے

ماں کا وجود اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے تو ساری برکتوں کے خزانوں کی چابیاں بھی ان کی دعاؤں کی کھونٹی پر ٹنگی ہوں گی.... حضور ﷺ کی والدہ محترمہ نے حضور ﷺ کے لئے جو دعا فرمائی تھی....

محترم محمد ادریس رضوی نے اپنے مضمون میں اس کا حوالہ پیش کیا ہے:

''اے بیٹے اللہ تجھ میں برکت رکھے..... مجھے یقین ہے کہ تم رب کی طرف سے ساری مخلوق کے نبی ہو گے.... اور حل و حرم، عرب و عجم میں اسلام پھیلاؤ گے.... اللہ تمہیں بت پرستی سے بچائے گا.... اور دینِ ابراہیمی تم سے پھیلائے گا (اسباق پونے ماں نمبر صفحہ نمبر ۳۰۸)

یہ دعا بھی ہے اور پیش گوئی بھی.... جس کے دل میں ایمان ہو وہی مستقبل کی نشان دہی کر سکتا ہے۔

اور والدہ محترمہ رسول اللہ ﷺ کا یہ جملہ! کتنی سچائیوں کا مظہر صداقتوں کا آئینہ ہے کہ:

''مَیں مر جاؤں گی مگر میرا ذکر قیامت تک رہے گا، کیوں کہ میں نے بہترین چیز یعنی فرزند چھوڑا ہے''۔

اس پیش گوئی کا ثبوت زیرِ مطالعہ کتاب بھی ہے، یہ کتاب ایک طرح سے حضرت آمنہ کا ذکر ہی ہے کتنے تاریخی اوراق کی عبارتیں نچوڑ کر اس مضمون کو استحکام بخشا گیا ہے، کتنے اقوال اور

کتنے واقعات کی خوشبو سے اس تحریر کو مہکایا گیا ہے، فاضل مصنف نے ہر ممکن کتاب کو اور اس کے متن و مواد کو معتبر اور مستند بنانے کی سعیِ جمیل کی ہے۔

سیدھی سی منطق ہے کہ حضرت آمنہ اور حضرت عبداللہ سے اللہ راضی نہ ہوتا تو کیا دو جہاں کے تاج دار کو ان کے بطن سے پیدا کرتا، ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ دونوں سے بے حد راضی بلکہ دونوں پر بے انتہا مہربان تھا، اس لئے اپنے محبوب کی جلوہ نمائی کے لئے ان دونوں کو وسیلہ بنایا، اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

محمد ادریس رضوی۔ ایم ، اے

اپنی باتیں

میری اس کتاب کے اصل محرک جناب ڈاکٹر نذیر احمد فتحپوری، مدیر سہ ماہی ''اسباق'' پونہ ہیں.. ... اکتوبر ۲۰۰۹ء کی ایک یادو تاریخ تھی..... موصوف سے موبائیل پر گفتگو ہوئی، دورانِ گفتگو موصوف نے کہا کہ عنقریب ''اسباق'' کا ۴۰۰ رصفحات پر مشتمل ''ماں'' نمبر منظر عام پر آئے گا.. ... مضامین تیار ہیں..... ایک مضمون..... ''حضور ﷺ کی ماں'' کے تعلق سے ہونا ضروری ہے..... کئی لوگوں سے کہا لیکن لوگ اس عنوان پر قلم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں..... ڈھائی سے تین صفحات کا مضمون ہونے سے بھی بات بن جائے گی..... میرے منہ سے نکلا کہ میں اس عنوان پر لکھ دوں گا..... بسم اللہ..... پڑھ کر شروع کیا، چھ صفحات کا مضمون تیار ہو گیا..... موصوف کو فون کیا کہنے لگے کوئی بات نہیں ہے..... اتنے صفحات کی گنجائش ہو جائے گی..... مضمون بھیج دیا اور ''اسباق'' کے ماں نمبر میں صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۸ پر شائع ہو گیا..... اس کے بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس عنوان پر کم از کم سولہ صفحات کا ایک کتابچہ تیار ہو جاتا..... مزید لکھنا شروع کیا اور لکھے ہوئے مضمون میں یہاں وہاں پر اضافہ بھی کیا..... اس طرح کل ملا کر سولہ صفحے تیار ہو گئے..... حوالے کے لئے کتابوں کی چھان پھٹک کر رہا تھا تو مزید کی گنجائش نظر آئی..... احباب سے تذکرہ کیا..... سب نے کہا بہت عمدہ رہے گا..... اس عنوان پر کتابیں دیکھنے کو بہت کم ملتی ہیں۔ ..... اس میں مزید اضافہ کیجئے..... مجھے بھی اس عنوان پر لکھنے میں بڑا لطف مل رہا تھا اور دل میں خیال کروٹیں لے رہا تھا کہ لکھ اور لکھ حضور ﷺ کی ماں کے حالات لکھ رہا ہے..... افضل الانبیاء ﷺ کی افضل ماں کی تاریخ لکھ رہا ہے..... امین وصادق ﷺ کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی باتیں لکھ رہا ہے..... ہوسکتا ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کو تیرا یہ لکھنا پسند آجائے..... احمد

مختار ﷺ پسند فرمالیں..... اور کہہ دیں ادریس تو گنہگار سہی..... تو نے میری ماں کی سیرت وصفات کو لکھا ہے..... چل میزان پر چل! یہی تیری تحریر تیری نیکی کے پلہ کو وزنی کر دے گی..... گمان نے یقین کی راہ پر لا کر کھڑا کر دیا..... اور رسول اللہ ﷺ کی ماں کے تعلق سے..... رسول اللہ ﷺ کی ماں'' نام کی یہ کتاب ۴۸ رصفحات کی ہو گئی، جس کا پرینٹ نکال لیا..... چند دنوں کے بعد مزید لکھنا شروع کیا اور کتاب ۹۶ رصفحات کی ہو گئی..... لیکن افسوس یہ کہ اسی درمیان میرے کمپیوٹر کا ہارڈ ڈیکس خراب ہو گیا اور اس کتاب کے ساتھ ۱۵۰ رصفحات پر مشتمل ''کلام نوری اور صنائع و بدائع'' و دیگر مقالات و مضامین وغیرہ پھنس کر رہ گئے..... مختلف مستریوں نے اس ہارڈ ڈیکس سے مواد نکال دینے کا وعدہ کیا لیکن کوئی نکال نہیں سکا..... ان سب چیزوں کو اس طرح ضائع ہونے سے بڑی تکلیف ہوئی..... ان چیزوں کو ضائع ہونے کا جب بھی خیال آتا تو ساتھ ہی درد و غم اور تکلیف کا ہجوم بھی ساتھ آتا..... لیکن افسوس کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

''رسول اللہ ﷺ کی ماں'' کے ۴۸ رصفحات کا کمپوز کیا ہوا مواد کتابوں کے ڈھیر میں دب کر رہ گیا اور راقم اسے بھول بھی گیا..... اپریل ۲۰۱۲ء میں جب کمرے کی صفائی کی گئی تو ''رسول اللہ ﷺ کی ماں'' کا کمپوز کیا ہوا مسودہ نظر آیا جسے دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ۹۶ رصفحات نہ سہی ۴۸ رصفحات ہی سہی..... مسودہ ملا تو ہے..... لیکن راقم کی مصروفیات کی بنیاد پر یہ بھی یوں ہی رکھا رہ گیا... کئی کتابیں زیر ترتیب وتصنیف تھیں کام ہو رہا تھا کہ ایک روز اچانک طبیعت میں یہ بات آئی کہ پہلے ''رسول اللہ ﷺ کی ماں'' کے متعلق جتنا مواد ہے..... اس کو کمپوز کر لیا جائے..... اور جو مواد کمپوٹر میں برباد ہو گیا ہے اسے کتابوں میں ڈھونڈا جائے گا..... مزید کچھ حدیث وحوالے مل گئے تو فبہا نہیں تو جو ہے اسی کو قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے..... ناں سے تو ہاں بہتر ہے..... مزید محنت کے بعد اب جو کتاب ''رسول اللہ کی ماں'' کی عمارت کھڑی ہوئی ہے..... وہ قارئین کے سامنے ہے..... راقم کا دل کہہ رہا ہے کہ اس کتاب کو عام وخواص تک پہنچائی جائے..... تو تذبذب وتردد..... شک وشبہ کے بادل ضرور چھٹیں گے..... اور رسول اللہ ﷺ کی ماں حضرت

آمنہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے میلا دل ضرور صاف ہوگا.....حوالے کے لئے کتابوں کی ورق گردانی کے دوران احساس ہوا کہ بہت سارے پڑھے لکھے لوگ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے عقیدت رکھتے ہیں مگروہ بھی تذبذب کے شکار ہیں.....اس لئے ایسے لوگ ان کو نہ مسلمان لکھا نہ کافرہ نہ مشرکہ.....اوردامن بچا کر نکلنے کی کوشش کی.....ان سب باتوں کے باوجود''حضرت آمنہ'' لکھا.....ایسے لوگ شاید دریا کی تہہ میں نہیں اترے ہیں،خدا توفیق دے۔

ماں کی عظمت

لفظ''ماں'' بہت ہی مقدّس ومتبرک،مفرد اور صفت کے اعتبار سے مؤنث ہے.....دنیا میں ہر وقت لفظ.....ماں.....ماں.....کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہے.....لفظ.....ماں.....ماں.....کا نغمہ گونجتا رہتا ہے.....ہرلمحہ ماں کی ممتا کی لہر ابال کھاتی رہتی ہے.....ماں کی خدمت کرنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت کا مینہ برستا رہتا ہے.....عظمت ومرتبہ کے لحاظ سے''ماں'' بے حد برتر وبزرگ ہے.....ماں کے وجود پر ہی اولاد کی تخلیق ہوتی ہے.....نظامِ قدرت کا یہ قانون ہے.....ہرشخص کے گلے میں ماں کے رحم وکرم کا مالا پڑا ہوا ہے.....محبت وشفقت کا جومزہ ماں کی آغوش میں ملتا ہے وہ کسی اور کی گود میں حاصل نہیں ہوسکتا.....ماں کی شفقت ومحبت وعنایت کی ہزاروں داستان مرقوم ہیں.....انبیاء ورسل.....اولیاء وصالحین.....اوتادوابدال.....عالم وعابد.....مفکروں ودانشورو ں کو جنم دینے والی ماں ہی ہے۔

انبیاء ورسل.....اولیاء وصالحین.....اوتادوابدال.....عالم وعابد.....مفکروں ودانشوروں اوران کے علاوہ سب کو ماں کی ضرورت ہے.....سب کو ماں کی الفت ومحبت کی.....دواودعا کی.....شفقت ومحبت کی.....اخلاق ومروت کی.....خلوص وپیار کی.....ہمدردی وصلہ رحمی کی.....ایثار وقربانی.....رحم وکرم کی.....لطف وعنایت کی.....جوش وجذبہ کی ضرورت تھی اور ہے۔

کوئی بھی شخص دین ودنیا میں چاہے جتنا بڑا عہدہ حاصل کرلے لیکن ماں کے مرتبہ کو وہ عہدہ نہیں پہنچ سکتا.....آدمی ماں کے احسانات کے بدلے چکا نہیں سکتا.....ماں کی الفت ومحبت کی قیمت ادا نہیں کرسکتا.....ماں کی دعا کا صلہ دے نہیں سکتا.....ماں کی شفقت ورحمت کا بدلہ لوٹا نہیں سکتا.....ماں کے اخلاص ومحبت کا دام لگا نہیں سکتا.....ماں کے خلوص وپیار کا بدل لا نہیں سکتا.....ماں کی ہمدردی وصلہ رحمی کو تول نہیں سکتا.....ایثاوقربانی کو فراموش نہیں کرسکتا.....رحم وکرم کو بھول نہیں سکتا.....لطف وکرم کو مٹا نہیں سکتا.....جوش وجذبہ کو نظرانداز نہیں کرسکتا.....دردوتکلیف کا اجر دے نہیں سکتا۔

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے اچھے برتاؤ کا زیادہ حق دار کون ہے؟... تو سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں... عرض کیا پھر کون؟... فرمایا تمہاری ماں... عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں... عرض کیا پھر کون؟... فرمایا تمہارا باپ... حضور ﷺ کی زبان پاک سے ماں ...ماں... ماں... کی تکرار سے ماں کی عظمت ورفعت کا پتا چلتا ہے... اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں نو مہینے تک شکم میں رکھتی ہے... پھر جنم دیتی ہے... پھر پرورش کرتی ہے... انہیں باتوں پر بس نہیں بلکہ سینکڑوں مصیبتیں جھیلتی ہے... جن کی قیمت کوئی چکا نہیں سکتا... اسی بنا پر قرآن مجید میں حکم ہے... وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا ... اور ہم نے آدمی کو تاکید کی، اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی'' اس تمہید کے بعد اب مَیں اُس ماں کے تعلق سے لکھوں گا... جو رسول اللہ ﷺ کی ماں ہیں... جو تمام ماؤں سے افضل، برتر وبالا ماں ہیں... اس ماں پر دنیا کے مسلمان فخر کرتے ہیں... حوریں رشک کرتی ہیں... فرشتے ادب کرتے ہیں... وہ ماں... افضل الانبیاء... سردارِ انبیا... محمد رسول اللہ ﷺ کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ماں

رسول اللہ ﷺ کی ماں کی عظمت کو سمجھنے سے قبل اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ جب کسی ماں کا بیٹا کسی بڑے عہدے پر فائز ہوتا ہے تو بیٹے کے عہدے کی وجہ سے ماں کا مرتبہ بھی عظیم ہوتا ہے ... یا ماں عظیم ہوتی ہے تو بیٹے کی عزّت میں چار چاند لگ جاتے ہیں... اس بیٹے کا کیا کہنا... جو محمد رسول اللہ (ﷺ) بن کر اپنی ماں کے مرتبے کو عظیم بنا دیا... اس ماں پر ساری دنیا کی مائیں رشک کرتی ہیں... جو محمد رسول اللہ کی ماں ہیں... وہ ماں بے مثال ماں ہیں... وہ ماں سب سے محترم ماں ہیں... وہ ماں... پاک ماں ہیں... محمد رسول اللہ ﷺ کی ماں کا نام '' آمنہ '' ہے، حضرت علامہ احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں کہ:

'' آمنہ '' کے معنی ہیں '' اللہ کی امانت رکھنے والی... یا دنیا کو امن دینے والی... یا ایمان والی '' (۱) آمنہ کے تینوں معنی درست ہیں... کہ آپ نے اپنے شکم میں اللہ تعالیٰ کی امانت (محمد رسول اللہ

ﷺ) کو رکھا... جس دن اللہ تعالیٰ کی امانت کے بار کو سنبھالا... زمین شاداب ہوگئی... برکتوں کی رم جھم برسات ہونے لگی... مرجھائی ہوئی کلیاں کھل اُٹھیں... فرشتے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے... حوریں گلے ملنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم امانت... عظیم خاتون... عظیم ماں... حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا... عظیم امانت سنبھالنے کے لئے... عظیم ماں کی ضرورت تھی... جو ہر طرح سے امانت دار ہو... عفت وعصمت کی کوہِ ہمالہ ہو... اور حضرت آمنہ اس سے بھی بڑھ کر تھیں... شرافت و صداقت کی عظیم پیکر ہو... آپ کی شرافت کے گواہ آسمان کے ستارے اور زمین کے ذرّے ہیں ... حضرت آمنہ کی صداقت وشرافت کو دیکھ کر ہی حضرت عبدالمطلب نے آپ کو اپنی بہو بنایا... حضرت عبداللہ نے اپنایا... خاندان قریش کے لوگوں نے سر آنکھوں پر لیا... محلے کی عورتوں نے مبارکبادیاں پیش کیں... طہارت وپاکی کی مجسمہ ہو... آپ کی جسمانی طہارت وپاکیزگی روحانی طہارت وپاکیزگی... خاندانی طہارت وپاکیزگی... اخلاقی طہارت وپاکیزگی کے گواہ فرشتے ہیں... احادیث پاک شاہد ہے کہ... آپ طہارت وپاکیزگی میں اپنی مثال آپ تھیں... صبر ورضا میں منفرد ہوئیں... اللّٰہ اللّٰہ... آپ کے صبر ورضا کا کیا کہنا... شادی کے چند مہینے کے بعد شوہرِ نامدار کا انتقال ہوگیا... آپ کے سرتاج آپ سے جدا ہوگئے... غم کا کوہ ہمالہ ٹوٹ پڑا... لیکن پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی... شاید مشیت یہی چاہتی تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ میری امانت کو حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے سپرد کر کے میرے قریب آجائیں... اور ایسا ہی ہوا۔

آمنہ '' دنیا کو امن دینے والی'' اس معنی کے اعتبار سے دیکھئے تو آپ نے اپنے لعل... بہارِ پُروقار... غریبوں کے غمگسار... سیّد ابرار واخیار... رب کے دلدار... دونوں عالم کے تاجدار ... جیسا بیٹا دے کر دنیا کو امن بخشا... حضرت آمنہ کے لعل احمد مختار ﷺ کے آنے سے قبل خوف کا عالم تھا... مائیں خوف کی زد میں... بیٹیاں خوف کے ماحول میں... بیویاں خوف کے سائے میں... بیٹا خوف کے عالم میں... بھائی خوف کے شعلے میں... مزدور خوف کے گھیرے میں

زندگی گزار رہے تھے.... حضرت آمنہ کے لختِ جگر آئے تو خوف کی جگہ امن نے لے لی.... خوف کے ماحول کی جگہ امن وامان کا ماحول قائم ہوا.... خوف کے سائے کی جگہ امن وامان کا سایہ پھیلا.... خوف کا عالم مٹا.... امن امان کا عالم پیدا ہوا.... خوف کے شعلے بجھے.... امن وامان کی شعاعیں پھیلیں.... خوف کا گھیرا ٹوٹا.... امن وامان کی نسیم چلی.... سچ ہے.... برحق ہے کہ حضرت آمنہ ''دنیا کو امن دینے والی''.... صلح وآشتی.... پھیلانے والی.... اور امن وشانتی دینے والی ہیں۔

آمنہ بی کا دولارا حق تعالیٰ کا پیارا
عرش اعظم کا ستارا فرش والوں کا سہارا

''ایمان والی'' حضرت آمنہ خاتون کے ایمان کے تعلق سے آئندہ صفحات پر تذکرے ہوں گے۔

''آمنہ'' میں چار حروف ہیں.... پہلا حرف.... ''الف''.... اشارہ کرتا ہے.... آمنہ کی گود میں اللہ کی طرف سے آنے والے یا آئے ہیں.... اللہ کے حبیب ﷺ ہیں.... اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھتے ہوئے.... اللہ کا ذکر پھیلانے کے لئے.... لوگوں سے اللہ کی ربوبیت منوانے کے لئے آئے ہیں.... اللہ نے ان کو امام الانبیاء بنا کر بھیجا.... اے آمنہ!.... تم کو مبارک ہو کہ تمہاری گود میں اللہ کا دوست آیا۔

دوسرا حرف.... ''میم''.... اشارہ کرتا ہے کہ اے آمنہ! تمہارے شکم مبارک سے پیدا ہونے والے محمد ﷺ ہیں.... جس کا معنی ہے.... ہر جگہ.... ہر وقت.... ہر ایک کی زبان پر تعریف کئے ہوئے.... اے آمنہ! جب مخلوقات میں سے کچھ نہ تھا تب محمد ﷺ تھے.... اے آمنہ! اگر مَیں محمد ﷺ کو پیدا نہیں کرتا تو کسی چیز کو وجود نہیں بخشتا.... اے آمنہ! محمد (ﷺ) میرا پیارا ہے.... میرا بندہ ہے.... تمہارا بیٹا ہے.... اس امانت کو تمہارے سپرد کیا ہے لیکن حقیقی محافظ میں ہی ہوں.... اے آمنہ! تم محمد (ﷺ) جیسے اعلیٰ نعمت کی ماں ہو.... اس لئے تم اور ماؤں سے اعلیٰ ہو۔

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منّت پہ لاکھوں سلام

تیسرا حرف.... ''نون'' اشارہ کرتا ہے نور کی جانب.... یعنی ان کو نور بنا کر بھیجا.... اس نور کی گواہ تم ہو.... کہ اس نور کی روشنی میں تم گھر بیٹھے ہوئے ملک شام کے محلات کو دیکھا.... یہ نور، کفر وشرک کی ظلمت کو مٹا کر نور یعنی دین کی روشنی.... حق کی روشنی.... عدل وانصاف کی روشنی.... امن وامان کی روشنی.... علم وحکمت کی روشنی.... شریعت وطریقت کی روشنی.... حقیقت ومعرفت کی روشنی.... محبت واخوت کی روشنی.... اتفاق واتحاد کی روشنی پھیلائیں گے.... اے آمنہ! یہ آسمان پر تھے جب بھی نور تھے.... آدم کی پیشانی میں منتقل ہوئے جب بھی نور تھے.... عبداللہ کی صلب میں تھے جب بھی نور تھے.... تمہارے رحم میں آئے جب بھی نور تھے.... تمہارے شکم میں ہویدا ہوئے جب بھی نور تھے.... تولد ہوئے جب بھی نور ہیں.... یہ ہمیشہ نور تھے.... نور ہیں.... اور نور رہیں گے۔

مَیل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

چوتھا حرف.... ''ہ''.... اشارہ کرتا ہے.... ہدایت کی طرف یعنی حٓمٓ. ھاد، ہدایت کے سورج ہیں.... اے آمنہ! تمہارے نام کا آخری حرف.... ''ہ''.... ھو الاوّل والاٰخر سے متصل ہے.... اور ھــو الاوّل کا.... ''ہ''.... مجھ سے واصل ہے.... اے آمنہ! تمہاری آغوش میں پرورش پانے والے رسالت کے وہ سورج ہیں جو لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھائیں گے.... انہیں سے ہدایت کی ہلچل مچے گی.... ہدایت کی شعاعیں پھوٹیں گی.... ہدایت کا گوہر پلٹے گا.... ہدایت کا دریا بہے گا.... ہدایت کے راستے کھلیں گے.... ہدایت کی شاخیں پھلیں گی.... ہدایت کا زینہ بلند ہوگا.... آمنہ! ہدایت کے اس مہرِ درخشاں کی پیدائش پر دنیا تم کو مبارکباد پیش کرے گی۔

آمنہ بی کو مبارک ہو
اور حلیمہ دائی کو
ہم کو مبارک اور تم کو مبارک
شاہ کی ساری امّت کو

لاالٰہ الااللہ لاالٰہ الااللہ

لاالٰہ الااللہ امنّا برسولِ اللہ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں.... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مَیں اولادِ آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا.... یکے بعد دیگرے گروہ، حتیٰ کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے تھا'' (۲)

نسب کی فضیلت

مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ باتیں سامنے آتیں ہیں کہ.... انسان کی پیدائش اچھے گھر.... اچھے خاندان.... اچھے گروہ میں ہوتی ہے تو انسان اچھا ہوتا ہے.... بُرے گھر.... بُرے خاندان.. ..بُرے گروہ میں ہوتی ہے تو بُرا ہوتا ہے.... اچھائی اچھا ہی اثر چھوڑتی ہے.... بُرے گروہ والوں کو نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے.... نہ انبیاءِ کرام پسند کرتے ہیں.... نہ معاشرے کے لوگ اچھا جانتے ہیں.... یہی وجہ ہے کہ اچھے لوگ شادی و بیاہ کے وقت اچھے گھر.... اچھے خاندان.... اور اچھے گروہ کو تلاش کرتے ہیں.... رسول انور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا کہ میں بہترین گروہ میں پیدا ہوا.... اور مزید فرمایا.... اے لوگو! قریش پر سبقت نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے...... روایت کیا ہے بیہقی نے حضرت جُبیر بن معطم سے (رضی اللہ عنہ)

حضور سرورِ کائنات ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے قریش کو ایسی سات باتوں سے فضیلت دی جو نہ ان سے پہلے کسی کو ملیں نہ ان کے بعد کسی کو عطا ہوں.... انّی منهم.... ایک تو یہ کہ میں قریش سے ہوں.... (یہ تمام فضائل سے ارفع و اعلیٰ ہے).... وفيهم الخلافة والحجابة والسقاية.... اور انہیں میں خلافت اور کعبہ معظّمہ کی دربانی.... اور حاجیوں کا سقایہ.... ونصرهم على الفيل. ...اور انہیں اصحاب فیل پر نصرت بخشی.... وعبدالله عشرسنين لايعبده غيرهم. ..اور انہوں نے دس سال اللہ کی عبادت تنہا کی کہ ان کے سوا روئے زمین پر کسی اور خاندان

کے لوگ اس وقت عبادت نہ کرتے تھے.... (یہی تھے یا ان کے عبید و موالی).... وانـزل اليـه فيهم سورة من القريش لم يذكرفيهااحدغيرهم لايلف قريش ... .اور اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک سورت قرآن کی اتاری کہ اس میں صرف انہیں کا ذکر فرمایا ....اور وہ سورۃ لایلف قریش ہے.... رواه البـخـارى فى التاريخ والطبرانى فى الكبيروالحاكم فى المستدرك والبيهقى فى الخلافيات من ام هانى و فى الاوسـط عن سيّدناالزيدرضى الله تعالیٰ عنهما ولفظهما هذا ملفق منها (۳)

پہلی حدیث پر غور کیا جائے کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ قریش پر سبقت لینے کی کوشش نہ کرو.... یعنی اپنے کو ان سے .... برتر و بالا.... افضل و اعلیٰ نہ سمجھو.... نہ گمان کرو.... نہ کہو.... ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے.... اب جو لوگ قریش کی بہو.... اور نبی ﷺ کی ماں کو کافرہ اور مشرکہ اور اپنے کو ایمان والا کہہ کر سبقت لینے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

قریش کو افضلیت اس لئے حاصل ہے کہ ان کو جو نعمتیں ملیں وہ کسی نہ ملیں.... اس کی تفصیل خود حضور سردار انبیا ﷺ نے بتا دی کہ ایک تو مَیں قریش سے ہوں.... آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں.... یہ نعمت قریش کو حاصل ہوئی.... کسی اور خاندان کو حاصل نہیں ہوئی۔

ربّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود

خاندان قریش وہ خاندان ہے کہ ان میں خلافت رہی.... کعبہ معظّمہ کی دربانی.... دیکھ بھال اور سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا ان کی خدمت کرنا اسی خاندان کے ذمے تھا.... مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

''قرش کا ایک اور معنی تفتیش اور تلاش ہے.... اس قبیلہ کا یہ شیوہ تھا کہ حاجیوں کی ضروریات و مشکلات کے بارے میں تجسس کیا کرتے تھے اور جب انہیں پتہ چلتا تو ان ضرویات کو پورا کرنے اور ان مشکلات کو دور کرنے کی حتی الامکان سعی بلیغ کرتے.... اس

لئے ان کو قریش کہا گیا'' (۴)

اصحاب فیل یعنی ابرہہ جب کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا تو اس وقت آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہی کعبہ کے متولی تھے.... اس لئے ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کے اونٹوں کو ہی گرفتار کیا... حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے اور کہا میرے اونٹ مجھے دیدو..... ابرہہ نے کہا اونٹوں کی فکر کرتے ہو اور کعبہ کی فکر نہیں کرتے.... حضرت عبدالمطلب نے کہا اونٹ میرے ہیں اس لئے مجھے فکر ہے.... کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے وہ اپنے گھر کو خود بچائے گا اور ابابیل کے ذریعہ سے بچایا.... اس طرح سے اصحاب فیل پر قریش کو نصرت حاصل ہوئی....... اور اسی خاندان کے افراد نے دس سال خدائے تعالیٰ کی بندگی تنہا کی کہ روئے زمین پر ان افراد کے سوا کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتا تھا.... سورہ لایلف قریش میں قریش کے ہی تذکرے ہیں .... سورہ کا ترجمہ ہے:

''اس لئے کے قریش کو میل دلایا.... ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا .... تو انہیں چاہئے اس گھر کے رب کی بندگی کریں.... جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا'' (۵)

سورہ قریش کے تعارف میں پیر محمد کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

''ارشاد رسول ﷺ ہے.... اِنّا وُلْدُ نضر بن کنانہ لا نقفو اُمّنا ولا ننتفیمن ابینا (قرطبی) یعنی ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں نہ ہم اپنی ماؤں کو متہم کرتے ہیں اور نہ اپنے باپوں سے اپنے نسب کی نفی کرتے ہیں.... یعنی ہمیں اپنی ماؤں کی عِفت ..... پاکی.. .. اپنے باپوں کی شرافت و بزرگی دونوں پر ناز ہے'' (۶)

سورہ قریش میں کہا گیا ہے کہ.... ''انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا گیا''.... وہ کونسا بڑا خوف تھا جس سے امان بخشا گیا.... اس تعلق سے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

''مکہ والوں کو مرض جذام کے خوف سے محفوظ رکھا گیا کہ یہ بیماری وہاں کبھی نہ ہوگی.... نیز وبائی امراض سے وہاں امن ہے.... یا حرم کی برکت سے مکہ والوں کو قتل و غارت سے

محفوظ رکھا کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم تھا.... یا حضور ﷺ کے صدقے سے انہیں قبر و آخرت کے خوف سے امن بخشا کہ ایمان قبول کریں اور جنت میں جائیں۔

سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے (۷)

قبیلۂ قریش کی فضیلت میں اس طرح کی بہت ساری روایتیں ہیں..... ایک اور حدیث پاک سے اپنے دل و دماغ کو شاد کیجئے.... حضور شفیع محشر ﷺ فرماتے ہیں:

''جبریل نے حاضر خدمت ہو کر مجھ سے عرض کی کہ اللہ عزوجل نے مجھے بھیجا.... مَیں زمین کے پورب پچھم نرم و کوہ حصے میں پھرا.... کوئی قبیلہ عرب سے بہتر نہ پایا.... پھر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں نے تمام عرب کا دورہ کیا.... تو کوئی قبیلہ مضر سے بہتر نہ پایا.... پھر حکم فرمایا.... میں نے مضر میں تفتیش کی.... کوئی قبیلہ کنانہ سے بہتر نہ پایا.... پھر حکم دیا میں نے کنانہ میں گشت کیا.... کوئی قبیلہ قریش سے بہتر نہ پایا.... پھر حکم دیا میں قریش میں پھرا.... کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر نہ پایا..... پھر حکم دیا کہ سب میں بہتر نفس تلاش کروں تو کوئی جان حضور کی جان سے بہتر نہ پائی....... (ﷺ) (۸)

قریش کی فضیلت ہر طرح سے واضح ہے.... دوسری خصوصیات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ماں کا نسب آپ کے والد کے نسب سے اور نانی کا نسب بھی آپ ﷺ کے والد سے مل جاتا ہے.... نسب اس طرح سے ہے:

محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کِلاب بن مُرّہ بن کَعب بن لُوَیّ بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کنانہ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا نسب والد کی طرف

آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوَیّ بن غالب بن فِہر۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا نسب والدہ کی طرف سے۔

آمنہ بنت برۃ (حضور ﷺ کی نانی) بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قُصّی
بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوئی بن غالب بن فِہر

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی نانی کا نسب

برۃ بنت ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصّی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن
لُوئی بن غالب بن فِہر

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ماں کا نام برہ تھا اور برہ کی نانی کا نام بھی برہ تھا، نسب اس طرح ہے۔

آمنہ بنت برہ بنت ام حبیب بنت برہ..... برہ کا نسب مندرجہ ذیل ہے۔

برہ بنت عوف بن عبدعویج بن کعب بن لوی بن غالب وغیرہ"(۹)

نسب میں اس قدر وصل کی روداد اور جگہ مشکل سے ملے گی.... اسی لئے سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا...."مَیں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر مجھے فخر ہے"۔

سارے فضائل اور تعریف موجود ہیں.... پھر لوگوں نے حضرت ﷺ کے والدین کے کافر و مشرک ہونے کی راہ کہاں سے ڈھونڈھ لی؟.... اس کا جواب آپ کو اسی کتاب کے آئندہ صفحات میں مل جائے گا رسول اللہ ﷺ کے والد محترم اور آپ کے خاندان کے مرد و خواتین کے متعلق علامہ غلام سعیدی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے والد بزرگوار جناب عبداللہ بھی اخلاق حمیدہ کے پیکر تھے اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے تو قریش کے نام کو چار چاند لگ گئے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاندان کے سارے افراد، عورتیں اور مرد، اعلیٰ اخلاق اور عمدہ صفات سے متصف تھے، آپ کے سارے آباؤ اجداد اپنے اپنے وقت میں قبیلے کے مشہور و معروف سردار اور قائد ہوئے ہیں، وہ سب شجاعت و بہادری، جود و کرم، عفت و عصمت اور عدل و انصاف ایسے اخلاق فاضلہ کے حامل تھے، آپ کے اباؤ اجداد کی مائیں بھی نہایت پاک باز، بلند اخلاق اور رفیع القدر خواتین

تھیں، غرض کہ آپ شرافت نسبی اور طہارت صلبی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں"(۱۰)

کوئی یہ سوچے کہ یہ مصنفین و مؤرخین.... مترجمین اور شارحین اس دور کے ہیں.... آیئے ہم ماضی بعید میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ماضی بعید کے مؤرخین کیا تحریر کرتے ہیں.... "طبقات ابن سعد" کو اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ کہا گیا ہے.... اس کے مصنف علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری کا انتقال ۲۳۰ھ میں ہوا.... آپ زمانہ نبوی سے قریب ہیں، لکھتے ہیں:

آپ ﷺ کے مادری سلسلہ میں تمام خواتین پاکدامن اور منکوحہ تھیں.... محمد بن السائب کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ کے سلسلہ مادری میں پانچ سو (۵۰۰) ماؤں کے نام لکھے مگر ان میں کسی ایک کے متعلق میں نے زنا یا ناجائز تعلق اور کوئی ایسی بات نہ پائی جس کا تعلق رسومات جاہلیت سے تھا(۱۱)

اللہ اللہ رسومات جاہلیت سے جن کا کوئی نہیں رہا پھر وہ کافرہ اور مشرکہ کیسے ہوگئیں؟.... نہ انہوں نے بت پرستی کی.... نہ شرک کیا.... موحد اور موحدہ تھیں...... زمانہ فترت میں اللہ پر ایمان رکھنا کافی تھا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھا.... اللہ تعالیٰ کو ایک جانا اور مانا.... جب یہ سب خوبیاں ان میں تھیں تو وہ یقیناً مومنہ ہیں۔

حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے کیسے ہوئی؟

اس تعلق سے کئی کتابوں میں یہ واقعہ دیکھنے کو ملا.... یہاں پر وہ واقعہ شاہ محمد رکن الدین الوری کی کتاب "نور سے ظہور تک" سے لکھا جا رہا ہے:

"حضرت عبداللہ ایک دن شکار کے واسطے تنہا جنگل میں تشریف لے گئے.... یہودیوں نے اس وقت کو غنیمت جان کر حضرت عبداللہ پر حملہ کیا.... اتفاقاً اسی دن اسی جنگل میں وہب عبد مناف حضرت آمنہ خاتون کے والد بھی شکار کے لئے جا نکلے.... دیکھتے کیا ہیں کہ یہود سراپا غنود تلوار زہر آلود کھینچ کر حضرت عبداللہ کی طرف بقصد ہلاکت متوجہ ہوئے.... باتقاضائے حمیت عرب انہوں نے چاہا کہ یہودیوں کے حملہ کو دفع کریں کہ اچانک ایک جماعت غیب سے ابلق گھوڑوں پر سوار آ موجود ہوئی.... اور ان سب کو آپ سے جدا کر دیا....

وہب ابن عبد مناف نے جو یہ کیفیت دیکھی متحیر ہو گئے اور دل میں ٹھان لی کہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح ان کے ساتھ کروں گا...گھر میں پہنچ کر اپنی بیوی سے تمام قصہ بیان کیا اور ان کو عبد المطلب کی خدمت میں اس مطلب کے لئے بھیجا۔۔مادرِ آمنہ نے صورت حال عبد المطلب سے بیان کی عبد المطلب پہلے ہی اپنی بیوی سے جو کہ حضرت آمنہ کی چچا کی بیٹی اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں....ان کی خوبصورت اور پاکیزہ طینت سُن چکے تھے....نیز دیگر عورتِ قبیلہ نے بھی اس امر پر اتفاق کیا کہ فی الواقعہ اس زمانہ میں آمنہ خاتون سے بڑھ کر کوئی عورت اطیب واشرف وعاقلہ نہیں ہے....پس عبد المطلب اس امر پر راضی ہو گئے (۱۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ حضرت آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ سے ہو.....حضرت عبداللہ کے ساتھ خطرناک واقعہ رونما ہوتے دیکھ کر وہب ابن مناف آگے بڑھے کہ ایک نوجوان کو بچایا جائے....اس سے پہلے قدرت نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بچانے کا غیب سے انتظام کر دیا....وہب ابن مناف نے سوچا ضرور اس نوجوان میں کوئی خوبی ہے جس کے لئے غیب سے گھوڑوں پر سوار ہو کر لوگ آ رہے ہیں....ایسے نوجوان کو داماد بنا لینے میں بھلائی ہے۔ ...یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے وَہب کے دل میں ڈال دیں....گھر آ کر بیوی سے مشورہ کیا وہ بھی راضی ہو گئیں....اِدھر حضرت عبد المطلب کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا کہ حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے ہو جاتی تو اچھا ہوتا....قدرت نے ایک بہانہ کے ذریعہ سے دونوں خاندان کو ملا دیا۔

نکاح کہاں پر ہوا؟

''معارج النبوت میں لکھا ہے کہ منیٰ میں جمرۃ الوسطیٰ کے قریب حضرت عبداللہ کا نکاح بی بی آمنہ خاتون کے ساتھ شبِ جمعہ کو منعقد ہوا....اور اسی منزل میں شب زفاف واقع ہوئی....اور اسی شب میں....نطفہ زکیہ مصطفویہ ودرۂ مبارکہ محمدیہ نے شکم آمنہ کے اندر انتقال فرمایا'' (۱۳)

کہ وہ رشکِ خورشید و درِّ یتیم
ہوا آمنہ کے شکم میں مقیم

''ماہ رجب شب جمعہ حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا....اور اسی شب وہ نوران کی طرف منتقل ہوا'' (۱۴)

اس شادی کی روداد ایک غیر مسلم ادیب اور مؤرخ نے بڑی عقیدت سے بڑے دلکش انداز میں لکھا ہے....ملاحظہ کیجئے....ان کی تحریر کا مندرجہ ذیل حصہ....لکھتے ہیں:

''نکاح کی رسوم ادا ہو جانے کے بعد حضرت عبداللہ نے اپنی عصمت مآب اور فدا کار بیوی آمنہ کے پاس تین دن قیام کیا.......ان دنوں میں ہی حضرت آمنہ امانت دار نوری محمدی (ﷺ) ہو گئیں....اور انہیں دنوں میں ہی حضرت عبد المطلب نے خواب میں ایک سرخ درخشاں ستارہ دیکھا جو زمین کی پستیوں سے طلوع ہو کر آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کر گیا....اس کی روشنی تمام روشن ودرخشاں ستاروں اور چاند پر غالب آ گئی....کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی تابانیوں سے مطلعِ انوار بن گیا.....اس کی روشنی دم بدم پھیل رہی تھی....اور اس سے شرق وغرب روشن ہو رہے تھے۔

یہ خواب ایک معتبر سے بیان کیا گیا تو اس نے یہ تعبیر دی کہ یہ روشن ستارہ وہ مہتم بالشان نبی جو حضرت عبداللہ کے ہاں پیدا ہوگا...جس کے دین ہُدیٰ کے درخشاں اصول تمام ادیانِ عالم کو اپنی روشنی میں چھپا لیں گے....اور اپنی ہمہ گیری اور دنیا کے مستقبل کی ضرورت کو پورا کرنے کی وجہ سے شرق وغرب میں مقبولیت حاصل کریں گے'' (۱۵)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے چند ماہ کے بعد ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا....اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ میرا محبوب درِّ یتیم ہی پیدا ہوا...حضرت عبداللہ کی موت سے حضرت آمنہ ٹوٹ گئیں....حضرت عبداللہ نے اپنی وراثت میں جو کچھ چھوڑا اس کے بارے طبقات ابن سعد میں ہے:

''عبداللہ بن عبد المطلب نے امّ یمن کو پانچ اوارک اونٹوں اور بھیڑ کے ایک مختصر

ریوڑ کوتر کے میں چھوڑا.....جس کے رسول اللہ ﷺ وارث ہوئے.....اوارک ان اونٹو
ں کو کہتے ہیں جن کی خوراک درخت اراک (پیلو) ہے.....امّ ایمن کو رسول اللہ ﷺ
کی دایہ کا کام نصیب ہوا.....ان کا نام برکتہ تھا‘‘(۱۶)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالسلام لکھتے ہیں:

’’بوقت وصال آپ نے کل اثاثہ پانچ اونٹ.....ایک ریوڑ بکریوں کا.....ایک کنیز امّ یمن
جو برکتہ کے نام سے معروف تھیں، چھوڑا‘‘(۱۷)

حضرت آمنہ کا نظارہ

بہترین گروہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں.....دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے
بہتر خاندان رسول اللہ کا خاندان.....شرافت ونجابت سے پُر خاندان.....اسی خاندان میں شا
مل حضرت آمنہ.....رسول اللہ کی ماں شامل ہیں.....اس ماں کا کیا کہنا جس کے شکم سے محمد
رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے.....جس کی گود میں معلم کائنات ﷺ پلے.....جس کی شفقت میں
اللہ کے محبوب رہے.....یہاں معاملہ یہ ہے کہ ماں اپنے بیٹے محمد رسول اللہ (ﷺ) پر فخر کر رہی
ہیں اور بیٹا اپنی ماں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا پر فخر کر رہا ہے.....چنانچہ روایت ہے:

’’حضرت عرباض ابن ساریہ سے.....وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا
.....مَیں اپنی ماں کا نظارہ ہوں جوانہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے
ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لئے شام کے محل چمک گئے‘‘(۱۸)

وَرُؤيَا اُمِّي الَّتِي ، رویا کا ترجمہ مترجمین نے.....’’نظارہ‘‘.....کیا ہے کہ اس سے مراد
خواب نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی ماں حضرت آمنہ نے بیداری میں اس نور پاک کو ملاحظہ فرمایا..
...اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل شرح پڑھیے:

’’یہاں رویا سے مراد خواب نہیں بلکہ نظارہ ہے کیوں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے
خواب تو ولادت سے قبل دیکھا تھا.....ولادت شریف کے وقت یہ نور اور نور سے ملک شام

کے محلات.....عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھے تھے.....ابن جوزی نے کتاب الوفا شر
یف میں روایت کی کہ جناب آمنہ نے ولادت کے وقت دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کے پا
س آیا اور بولا کہ آمنہ یہ دعا مانگو.....اعیذ بالواحد من شر کل حاسد.....بلکہ
حاملہ ہوتے ہی خواب دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ کیا تم کو خبر ہے کہ
تم اس امت کے سیّد کے نبی سے حاملہ ہو‘‘(۱۹)

عقل کی سڑک نہیں بلکہ پگڈنڈی بھی سلامت ہوتی تو وہ پڑھے لکھے لوگ جو حضور ﷺ کی
ماں کو کافرہ اور مشرکہ کہتے ہیں.....نہیں کہتے.....حضور ﷺ کی ماں کی خوبیوں میں سے ایسے
لوگوں کی ماں کو ہزاویں حصہ میں سے ایک حصہ بھی مل جائے تو اپنی ماں کو مومنہ ہی نہیں بلکہ قطبیہ
ہونے کا اشتہار چھاپیں گے لیکن حضور ﷺ کی ماں کو مشرکہ کہتے ہیں.....سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ
رسول اللہ کی ماں کو جو صفات حاصل تھیں.....کیا ایسی صفات مشرکہ کو بھی حاصل ہوتی
ہیں؟.....کیا مشرکہ کے پاس بھی فرشتے آتے اور آ سکتے ہیں.....کیا دنیا میں مشرکہ کو جنت کا
شربت نصیب ہو سکتا ہے.....اس طرح کے بہت سارے سوالات ہیں.....جو رسول اللہ کی ماں
کو مشرکہ کہتے وہ سچائی کے آڑے آتے ہیں۔

سب عورتوں میں آمنہ تم کاملہ ہوئیں
اس فخرِ انبیاء کی جو تم حاملہ ہوئیں

آئی ندا کہ آمنہ جاگے تیرے نصیب
آئیں گے تیری گود میں اللہ کے حبیب

گودی میں تو کھلائے گی اپنے لال کو
اللہ نے کیا ماہِ کامل ہلال کو

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو نورانی لوگوں میں رکھا.....ان نورانی لوگوں میں سے حضرت

آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں اس نور کو منتقل فرمایا.....دلائل الخیرات شریف کے شارح سید اشہد علی لکھتے ہیں کہ:

”نہ واقع ہوئی آپ کے نسب میں ابتدا آدم علیہ السلام سے بدکاری“

”روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً فرمایا حضرت (رسول اللہ ﷺ) نے کہ پیدا ہوا میں نکاح سے اور نہ پیدا ہوا میں بدکاری سے ابتدا آدم علیہ السلام سے یہاں تک کہ جنا مجھے میری ماں اور باپ نے اور نہ پہنچا بدکاری سے جاہلیت کی کچھ“ (۲۰)

حضرت آمنہ وہ ماں ہیں جنہوں نے غیبی سلام..... شجر و حجر اور چرندوں، پرندوں کا سلام سنا.

....اور کیوں نہ سنتیں کہ جس سیپ میں موتی ہو وہ سیپ بھی قیمتی ہوتا ہے.....وجہ یہ ہے کہ موتی قیمتی ہے اور یہ قیمتی موتی سیپ کے اندر ہے.....سیپ کے اندر پرورش ہوئی ہے.....تو قیمتی موتی نے سیپ کو بھی قیمتی بنا دیا ہے.....جس غلاف میں قرآن مجید رکھا جاتا ہے وہ غلاف محترم و متبرک ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن پاک سے مَس ہو چکا ہے.....اچھوں کی صحبت سے شے اچھی ہو جاتی ہے.....پھولوں کے قریب رہنے والی مٹی بھی خوشبودار ہو جاتی ہے.....انہیں باتوں کی روشنی میں تفکر کیجئے کہ جس کے شکم میں نورِ مجسم رہے ہوں.....وہ شخصیت کتنی عظیم ہوگی.....جس کی گود میں آفتابِ نبوت ﷺ نے چین و آرام کی سانس لی ہو.....وہ گود کتنی اعلیٰ ہوگی.....وہ ذات کتنی مقدس ہوگی.....وہ ذات کتنی محترم ہوگی۔

جس ماں کے دامنِ عفت کے گواہ اللہ اور اس کے رسول ہوں.....وہ دامنِ عفت نورٌ علیٰ نور ہے.....حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قسمت کی پُروائی جب سنکی.....تو اللہ تعالیٰ کا نور طاہر صلبوں اور پاک ارحام سے بطنِ آمنہ میں منتقل ہوا۔

طاہر صلبوں میں ہوتا
پاک ارحام میں رہتا ہوا
ہونا چاہا جلوہ نما
بطنِ آمنہ میں آیا

لا الہ الا اللہ امنّا برسولِ اللہ

لَمْ يَبْقَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ دَابَّةٌ لِّقُرَيْشٍ اِلَّا نَطَقَتْ وَقَالَتْ قَدْحُمِلَ بِمُحَمَّدٍ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ - ترجمہ! اُس رات قریشِ مکہ کے تمام جانور پکار اٹھے کہ.....ربّ کعبہ کی قسم محمد ﷺ اپنی ماں کے بطنِ مبارک میں منتقل ہو گئے“ (۲۱)

جانوروں کی گواہی

یہ بات تو راز کی تھی.....راز میں رہنی چاہئے.....لیکن صلب عبداللہ سے شکم آمنہ میں آتے ہی اس نور کے آنے کا اعلان کر دیا گیا.....مژدہ سنتے ہی جانوروں میں خوشی.....چرندوں و پرندوں میں خوشی.....بحر و بر میں خوشی.....شجر و حجر میں خوشی.....برگ و ثمر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی.....جانوروں کو.....چرندوں و پرندوں کو.....بحر و بر کو شجر و حجر کو زبان عطا کر دی گئی.....ان کے دلوں میں سرور پیدا کر دیا گیا.....کہ اعلان کر دو کہ اللہ کا نور بطنِ آمنہ میں آ گیا.....ایسا اعلان کرو کہ انسان بھی سن لیں.....اس بات کا اعلان کوئی پارسا کرتا تو لوگ شک کرتے کہ یہ راز کی بات اس کو کیسے معلوم ہوگئی؟.....اگر کوئی عام آدمی اعلان کرتا تو لوگ اس پر یقین نہیں کرتے.....کاہن اعلان کرتے تو لوگ اس کو جھوٹا کہتے.....اسی لئے ایسے کی زبان سے اعلان کروایا گیا کہ لوگ اس کو جھوٹ نہ سمجھیں۔

حضرت آمنہ کو حمل کا یقین کس نے دلایا؟

عام عورتیں خود محسوس کرتیں ہیں کہ میں حاملہ ہوں.....یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے.....اس سلسلہ میں طبقات ابن سعد کی سنئے.....لکھتے ہیں:

”یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں ہم لوگ سنا کرتے تھے کہ آمنہ بنت وہب جب رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہوئیں تو وہ کہتی تھیں:-

مجھے ایسا محسوس ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں.....نہ ویسا بھاری پن کا احساس ہوا.....جیسا

عورتوں کو ہوا کرتا ہے..... البتہ نئی بات ایام کی بندش تھی وہ بھی کبھی بند ہو جاتے، کبھی لوٹ کے آتے..... ایک مرتبہ میں سوتے جاگتے کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک آنے والے نے آ کے مجھ سے کہا:

تو نے محسوس بھی کیا کہ تو حاملہ ہے؟

میں نے گویا اس کا یہ جواب دیا۔

میں کیا جانوں۔

اس نے کہا:۔

تو اس امت کے سردار اور پیغمبر کی حاملہ ہے اور یہ واقعی حمل کا ٹھہرنا پیر کے دن ہوا ہے۔

آمنہ کہتی ہیں کہ یہی بات تھی جس نے مجھ کو حمل کا یقین دلایا..... پھر ایک زمانہ تک خاموشی رہی..... یہاں تک کہ ولادت کا زمانہ قریب آیا تو وہی پھر آیا اور اس نے کہا:۔

کہہ: ''اُعیذہ بالصمد الواحدمن شر کل حاسد'' میں ہر ایک حاسد کے شر سے اس بچہ کے لئے خدائے واحد وصمد سے پناہ مانگتی ہوں''۔

آمنہ کہتی ہیں:۔

میں (اس تعلیم کے مطابق) یہی کہا کرتی تھی..... عورتوں سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا اپنے دونوں بازوؤں اور گلے میں لوہا لٹکا لے..... لوہا لٹکا تو لیا مگر چند ہی روز لٹکا رہا پھر میں نے اس کو کٹا ہوا پایا تو پھر نہ لٹکایا'' (۲۲)

مذکورہ بالا تحریر میں کہا گیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنے والے نے کہا: تو نے محسوس بھی کیا کہ تو حاملہ ہے؟..... آخر یہ کہنے والا کون تھا؟..... ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ غیبی طاقت تھی..... اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کافرہ اور مشرکہ کو بھی ایسی بشارت ہوتی ہے؟..... مزید کہا گیا ہے کہ: تو اس امت کے سردار اور پیغمبر کی حاملہ ہے اور یہ واقعی حمل کا ٹھہرنا پیر کے دن ہوا ہے''..... یہ سب غیب کی باتیں ہیں جو حضرت آمنہ کو بتائی جا رہی ہیں..... پھر وہی سوال سامنے آتا ہے کہ کیا کافرہ اور مشرکہ کو بھی غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں؟..... پھر حاسدوں کے شر سے

پناہ مانگنے کی تعلیم بھی دی جا رہی ہے..... اب سوال جوان بن کر سامنے آتا ہے کہ کیا کافرہ اور مشرکہ کو بھی حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کے لئے غیبی طاقت اس کے پاس آتی ہے؟..... ان سب باتوں پر غور کر کے رسول اللہ ﷺ کی ماں حضرت آمنہ کے متعلق فیصلہ کیجئے کہ آپ کافرہ و مشرکہ تھیں یا مومنہ تھیں؟۔

حضرت آمنہ کی صفت بدل گئی

حضرت آمنہ کے شکم میں جب نور محمدی ﷺ جلوہ فگن ہوا تو حضرت آمنہ جب اپنے گھر میں چلتیں اور پتھر پر پاؤں پڑتا تو پتھر موم ہو جاتا..... سر پر نور کا بادل سایہ فگن رہتا..... کنویں کا پانی اُٹھ کر اُوپر آ جاتا..... رسی اور ڈول کی ضرورت نہیں پڑتی..... صاحبزادہ افتخار الحسن زیدی لکھتے ہیں:

''حضرت آمنہ گھر میں چلتی پھرتی تھیں تو جو بھی پتھر آپ کے قدموں میں آتا موم ہو جاتا اور نور کے بادل آپ کے سرِ اقدس پر سایہ فگن رہتے..... اور جب آپ پانی لینے کے لئے کنویں پر جاتیں تو آپ کو رسّی و ڈول کی ضرورت پیش نہ آتی تھی بلکہ پانی خود بخود کنویں کے کنارے تک آ جایا کرتا تھا'' (۲۳)

سبحان اللہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک میں اللہ کا نور آیا..... اور حضرت آمنہ کی صفت بدل گئی کہ اب آپ کے قدم پڑنے پر پتھر موم ہو جاتا..... یعنی پتھر نے بھی اپنے کو بدل کر دنیا والوں کو پیغام دیا کہ تم بھی اپنے کو بدلنے کے لئے تیار ہو جاؤ..... نور نے سایہ کر کے یہ ثابت کیا کہ حضرت آمنہ عام خواتین کی طرح نہیں ہیں..... ساری خواتین رسول اللہ ﷺ کی امتی ہیں..... اور حضرت آمنہ..... رسول اللہ ﷺ کی ماں ہیں..... ان کا مرتبہ عظیم ہے..... تمام خواتین کے سر پر گھر کی چھت کا سایہ رہے گا..... گھر میں بوڑھوں کا سایہ رہے گا..... اور نبی ﷺ کی ماں حضرت آمنہ کے سر پر نور کا سایہ رہے گا۔

ولایت عطائی..... دولت عطائی..... علم عطائی..... یا اور دوسری چیزیں عطائی جب کسی کو

حاصل ہوتی ہے تو وہ پھولے نہیں سماتا کہ..... ہمیں یہ چیزیں حاصل ہیں..... یہ تو جن کو حاصل ہے ان کا حال ہے..... جس کو کچھ بھی حاصل نہیں ہے وہ بھی حاصل والوں سے اپنے کو کم نہیں سمجھتا..... اور جن کو نور..... سرور..... طہارت..... کرامت سب کچھ حاصل ہے..... وہ کچھ بھی نہیں ہے؟..... ان کو کافرہ کہا جائے..... مشرکہ کہا جائے..... ایمان سے خالی کہا جائے..... جہنمی کہا جائے..... کیا انصاف کا یہی تقاضہ ہے؟..... پڑھا لکھا ایک طبقہ بنامِ مسلمان ایسا بولتا ہے تو کیا وہ ایمان والا ہوسکتا ہے؟..... رسول اللہ ﷺ کی ماں کو کافرہ کہہ کر ایسے لوگ اپنے کو کفر کے قریب نہیں کر رہے ہیں؟..... کنویں کا پانی جن کے قریب آجائے..... حضرت آدم..... حضرت ادریس..... حضرت نوح..... حضرت ابراہیم..... حضرت اسمٰعیل..... حضرت موسیٰ..... حضرت داؤد..... حضرت سلیمان..... اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام جن سے ملاقات کریں..... بشارتیں دیں..... مبارکبادیاں دیں..... وہ کافرہ ہیں..... تم نے بغیر سوچے سمجھے خوب بغیر پَر کے اُڑائی ہے یارو..... رسول اللہ ﷺ کا نور جن جن لوگوں کی پیشانیوں..... صلبوں اور اَرحام میں رہا وہ سب کے سب موحد و مومن ہوئے..... اور اس سلسلہ کی آخری کڑی رسول اللہ ﷺ کی ماں کافرہ ہو گئیں؟..... یہ محبت کی آواز ہے یا عداوت کی؟..... ہر انصاف پسند آدمی یہی کہے گا کہ یہ عداوت کی آواز ہے..... یہ دشمنی کی بولی ہے..... محبت کی بولی نہیں ہے..... ایمان کی آواز نہیں ہے..... اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو حق کی، محبت کی، سچائی کی بولی بولنے اور حق کی، محبت کی، سچائی کی راہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے..... آمین۔

جو ذات روشنی کا پاور ہاوس ہو..... ظلمت کدہ میں روشنی پیدا کی ہو..... گھر گھر روشنی پہنچائی ہو..... ظلمت کدہ کو منور مجلیٰ کیا ہو..... اندھے کو آنکھیں عطا کی ہوں..... اسی کو بے نور کہا جائے.. ...اسی کو اندھا کہا جائے..... تو ہے نہ یہ بے عقلی کی باتیں..... احمق پن کی باتیں؟..... ایسے مالیخولیا زدوں کی باتیں لائق اعتبار ہوسکتیں ہیں؟..... جواب ہوگا..... نہیں..... نہیں..... نہیں۔

ماں کی گواہی بیٹے کے حق میں

آمنہ نے یہ فرمایا حمل کی کلفت تھی نہ ذرا
جتنا قریں از وضع ہوا میں سنتی زیادہ مرحبا

لاالہ الااللہ آمنا برسولِ اللہ

سردار انبیاء کی ماں فرماتی ہیں کہ جب میرے بطن میں محسن کائنات ﷺ جلوہ گر ہوئے تو پہلے مہینہ میں..... حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے..... ''رَاَیْتُ رَجُلاً طَوِیْلاً فَقَالَ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ'' ترجمہ! میں نے ایک طویل قد والا آدمی دیکھا..... اس نے مجھے کہا آمنہ! تجھے مبارک ہو کہ تو سیّد المرسلین ﷺ سے حاملہ ہے۔

میں نے اس سے پوچھا..... مَنْ اَنْتَ..... تو کون ہے؟۔

جواب ملا..... اَبُوْہُ اٰدَمِ..... میں اس کا باپ (حضرت) آدم علیہ السلام ہوں'' (۲۴)

اور مجھ کو مژدہ سنایا کہ آپ کے شکم میں رحمۃ اللعالمین تشریف فرما ہیں..... دوسرے مہینہ میں حضرت ادریس علیہ السلام آکر مژدہ سنایا..... تیسرے میں حضرت نوح علیہ السلام نے پیغام دیا..... چوتھے مہینہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت سنایا..... پانچویں مہینہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام..... چھٹویں مہینہ میں موسیٰ علیہ السلام..... ساتویں مہینہ میں داؤد علیہ السلام..... آٹھویں مہینہ میں سلیمان علیہ السلام نے مسرت بھرے پیغامات دیئے..... اور نویں مہینہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے آکر مژدہ سنایا، عارف باللہ حضرت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ نے ان باتوں کو اشعار میں یوں پرویا ہے۔

ماہِ اوّل میں آدم دوسرے میں ادریس افخم
تیسرے میں نوحِ اکرم چوتھے میں خلیل ارحم

لاالہ الااللہ آمنا برسولِ اللہ

پانچویں میں اسمٰعیل چھٹویں میں کلیم خلیل
ساتویں میں داؤد جمیل ہشتم میں سلیمان جلیل

لاالہ الااللہ آمنا برسولِ اللہ

ماہِ نہم میں حضرت عیسیٰ آئے مجھ کو مژدہ دیا
اس مولود مبارک کا اور روح اللہ نے بھی کہا

لاالٰہ الااللہ امنّابرسولِ اللہ

جن کو بشارت دینے کے لئے ہر مہینے یکے بعد دیگرے نو انبیاءِ کرام آئیں.....وہ عظیم خاتون مشرکہ اور کافرہ ہیں تو یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ ایک مشرکہ اور کافرہ کو یہ مقام کیسے حاصل ہو گیا؟ کیا کافرہ اور مشرکہ کے پاس بھی حالتِ بیداری یا خواب میں انبیاءِ کرام تشریف لاتے ہیں؟.....میں تو کہتا ہوں کہ وہ ماں کتنی خوش نصیب ہے.....جس کی خدمت میں انبیاءِ کرام علیہما الصلوٰۃ والتسلیم آ کر خوشخبریاں سنائیں.....اس ماں کی عزت و مرتبہ کا اندازہ کون لگا سکتا ہے..

...حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''مجھے عورتوں کی طرح جب دردِزہ شروع ہوا تو مَیں نے ایک بلند آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا.....پھر مَیں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پَر میرے دل کو مس رہا ہے .....جس سے میرا تمام خوف اور ڈر جاتا رہا.....پھر میں متوجہ ہوئی تو مَیں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا.....جسے میں نے پی لیا.....وہ شہد سے بھی میٹھا تھا.....پھر ایک بلند نور کے ہالے نے گھیر لیا.....مَیں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتیں جو قد کاٹھ اور چہرے مُہرے میں عبد مناف کی بیٹیوں سے مشابہ تھیں.....انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا.....مَیں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آ گئیں.....اور انہیں اس (ولادت) کی خبر کس نے دی.....تو انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ زوجہ فرعون.....اور مریم بنت عمران ہیں.....اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں''(۲۵)

صدقہ تم پر ہوں دل و جاں آمنہ
تم نے بخشا ہم کو ایماں آمنہ

جو ملا جس کو ملا تم سے ملا

دین وایماں علم وعرفاں آمنہ

کل جہاں کی مائیں ہو تم پر فدا
تم محمد ﷺ کی بنیں ماں آمنہ

ابن مریم واقعی رب کے رسول
پر محمد ﷺ کی بڑی شاں آمنہ

جس شکم میں مصطفیٰ ہوں جاگزیں
عرشِ اعظم سے ہے ذیشاں آمنہ

تم سے ایمان و امانت اور امن
تم سے فیضاں تم سے عرفاں آمنہ

آمنہ کے تین معنےٰ بالیقیں
با امانت امن وایماں آمنہ

تم سے اللہ و محمد ہیں عیاں
نور و ہُدیٰ تم میں پنہاں آمنہ

ہم ہیں مومن اور تم ایمان بخش
چشمۂ دیں تم سے رواں آمنہ

تیری تربت کا مجاور میں بنو
پھر نکالوں دل کے ارماں آمنہ

مہبطِ قرآں نبی ہیں اور تم
ہو نبی کی محترم ماں آمنہ

ہے یہ سالکؔ آپ کے در کا فقیر
مانگتا ہے امن وایماں آمنہ

(۲۶)

رسول اللہ کی ماں کتنی محترم ماں ہیں.... یگانۂ زمانہ ماں ہیں.... بے مثل ماں ہیں.... دردِزہ کے وقت غیب سے سارا انتظام ہورہا ہے.... وہ کونسا پَر تھا؟.... کس کا پَر تھا.... راز مخفی ہے.... جو دل پر مس ہورہا تھا.... شہد سے زیادہ میٹھا شربت کہاں سے آیا؟.... تو ہم یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا.... نور کے ہالہ میں لینے کے لئے بہشت کی حوریں آئیں.... حضرت آسیہ وحضرت مریم کا آنا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے.... اور کیوں نہ آتیں کہ حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) محمد رسول اللہ کی ماں ہیں..... حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) ربّ العالمین کے محبوب (ﷺ) کی ماں ہیں..... حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) رحمۃ اللعالمین (ﷺ) کی ماں ہیں..... حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) طٰہٰ ویٰسٓ (ﷺ) کی ماں ہیں..... حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) بشیر ونظیر (ﷺ) کی ماں ہیں..... یہ وہ ماں ہیں کہ بیٹا محمد رسول اللہ کی پیدائش کے وقت شام کے محلات کو ملاحظہ فرمایا.. ..بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیا پاشیوں سے سرزمین شام میں بصرہ میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہوگئے.... اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ.. ..اس نور سے ملک شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ مَیں نے

بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا'' (۲۷)

محمد رسول اللہ ﷺ کی ماں کی آنکھوں کو بھی اور آنکھوں سے تفوق حاصل ہے.... مکۃ المکرّمہ میں رہتے ہوئے شام کے محلات کو..... بازار کو..... وہاں کے اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا..... یعنی نورِ محمدی ﷺ نے پہلے اپنی ماں کو اتنی دُور کی چیزوں کو دکھا دیا کہ دیکھئے ماں میرے نور میں کتنی طاقت ہے..... جو مجھ سے وابستہ ہوگا وہ بھی اسی طرح سے دُور اور بہت دُور تک دیکھے گا..... سورج کا کام ہے چمکنا اور چمکانا.... تو اس نورِ نبوت کے سورج کا کیا کہنا کہ سب چمکنے والے اسی ذات سے چمک پاتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول مکرم نور مجسم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایامِ حمل میں مَیں نے خواب میں سُنا کہ تمہارے حمل میں ایسے شخص ہیں جو کُل عالم سے بہتر ہیں..... اس روایت کے بیان کرنے کے بعد شیخ الاسلام انوار اللہ فاروقی لکھتے ہیں:

''یہی اعتقاد اہل سنت کا ہے کہ حضرت ﷺ ملائکہ سے بھی افضل ہیں..... چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات کبریٰ میں حضرت ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جامع ازہر میں مباحثہ اس شعر میں ہوا جو قصیدۂ بردہ میں ہے۔

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

میرے علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں..... اور بیشک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس مضمون پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی..... میں نے کہا اس پر تو اجماع ہوچکا.... مگر اس نے نہ مانا اور اپنی بات پر اَڑا رہا.... اس رات مَیں نے رسول اللہ

ﷺ کو دیکھا کہ آپ جامع ازہر کے منبر کے پاس تشریف رکھتے ہیں.....اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ ہیں.....جب میں روبرو حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا مرحبا بجنا.....پھر صحابہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ آج کیا واقعہ ہوا؟.....انہوں نے کہا نہیں.....یارسول اللہ ﷺ.....فرمایا فلان تعس (ہلاک شدہ) اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ ملائکہ مجھ سے افضل ہیں.....سب صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ بات ہرگز نہیں زمین کے اوپر کوئی چیز آپ سے افضل نہیں ہے.....فرمایا کہ وہ تعیس اندھا نہ رہے گا..... اور اگر رہے گا تو ذلت اور گوشہ نشینی اور تنگی کی حالت میں رہے گا.....اس کا حال کیا ہے جو اعتقاد رکھتا ہے کہ میری تفصیل پر اجماع نہیں ہوا.....کیا اسے معلوم نہیں کہ معتزلہ کی مخالفت اہل سنت کے ساتھ اجماع میں خلل انداز نہیں ہو سکتی'' (۲۸)

اللہ نے حضرت آمنہ کو جاہلیت کی رسم سے دور رکھا

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب:

''وضع حمل قریب آیا تو (ایک شخص میرے پاس آیا) اور کہا.....اُعِیْذُ بِالصَّمَدِ الْوَاحِدِ مِنْ شَرِّکل حَاسِدٍ.....اور کہا جب تیرے فرزند پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا.....میں نے اس کی تکرار کر کے یاد رکھا.....عورتوں سے میں نے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اے آمنہ اپنے کانوں میں اور گردن میں دو حلقے لوہے کے ڈالو.....میں ان عورتوں کہ کہنے سے ایسا ہی کیا.....تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی شخص نمودار ہوا.....اور اس نے وہ حلقے توڑ کر پھینک دیئے اور پھر کہا پھر ایسا مت کرنا'' (۲۹)

کہنے والے نے کہا اے آمنہ! جاہلیت کی رسم پر عمل نہ کرو.....آپ کے شکم میں پرورش پانے والا بچہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں.....وہ جاہلیت کی رسم مٹانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں.....اے آمنہ! ان عورتوں کی باتیں نہ مانیں آپ کے لختِ جگر ان عورتوں سے اپنی باتیں منوائیں گے..... دین اسلام کا راستہ دکھائیں گے.....بت پرستی ختم کریں گے.....اسلام کا پرچم لہرائیں گے.....

عورتوں کی عزتیں بڑھائیں گے.....بیٹی سے محبت کرنا سکھائیں گے۔

شکم مادر میں جو وہ گوہرِ یکتا آیا
مرحبا صلِّ علی سب کی بناتا آیا

کس کی ماں کا نام آمنہ ہے؟

(الف) امین (امانت رکھنے والے) وصادق (اور سچے) محمد (بہت تعریف کیا گیا) مصطفےٰ (پسند فرمائے گئے) ﷺ کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(الف) آسمان وزمین کی سیر کرنے والے احمد ﷺ (اللہ تعالیٰ کی بہت تعریف اور ثنا کرنے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ب) بوستانِ گیتی پر سب سے بہتر آنے والے بے مثل و بے نظیر.....بشیر ونذیر ﷺ (بشارت دینے والے اور ڈرانے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ب) بہترین نسب میں پیدا ہونے والے ''البصیر'' ﷺ (اپنی نظر سے خدا کو دیکھنے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ت) ترویج حق کے لئے آنے والے ''التالی'' ﷺ (قرآن کی تلاوت کرنے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ت) تحمل و بردباری کے پیکر بن کر آنے والے ''التّقی'' ﷺ (سب سے زیادہ متقی) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ث) ثریا سے بھی زیادہ بلند و بالا ہو کر آنے والے ''الثّمال'' ﷺ (جائے پناہ) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ج) جہاں کی جان بن کر ہویدا ہونے والے ''اَلْجَلِیْل'' ﷺ (بزرگ ہستی) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ح) حبیبِ امت بن کر آنے والے ''حَرِیْصٌ'' ﷺ (گناہ گار مومن کو چاہنے والے) کی

ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(خ) خیالِ یاراں میں خیالِ خالق (جل جلالہٗ) بسانے کے لئے آنے والے "خَیرُ الاَنَام" ﷺ کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(د) دنیاداروں کو دین کی راہ پر لگانے کے لئے "دَائِمُ الْبِشْر" ﷺ (ہمیشہ خوش رہنے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ذ) ذیشان بن کر زیستِ انسان کو زینت دینے والے "ذُوفَضْل" ﷺ (فضل والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ر) رحم و کرم کی گھٹا بن کر آنے والے "رحمۃ للعالمین" ﷺ (سارے جہاں کے لئے رحمت بن کر آنے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ز) زمین وزماں کی زینت.... آقائے نعمت.... "زَیْنُ الْمَعَاشِر" ﷺ (جماعتوں کی زینت) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(س) سارے جہاں سے کفروشرک کی ظلمت کو دور کرنے کے لئے "اَلسِّرَاجُ الْمُنِیْر" ﷺ (روشن چراغ) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ش) شفیعِ محشر..... شفیقِ امت..... شفیع الامم..... بن کر آنے والے "اَلشَّارِعْ" ﷺ (دین سکھانے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ص) صدائے حق سے لوگوں کے کانوں کو آشنا کرنے کے لئے "صاحب البیان" ﷺ (بیان کرنے والے) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ض) ضلالت کے دریا کو سکھا کر ضیائے ایمان سے مالا مال کر کے جنت میں لے جانے والے "اَلضَّمِیْن" ﷺ (امت کے ضامن) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ط) طہارت و پاکیزگی کو آدھا ایمان بتانے والے "اَلطَّاہِر" ﷺ (پاک وصاف) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ظ) ظاہر و باطن میں یکتاؤں کے سردار "اَلظَّاہِر" ﷺ (غلبہ پانے والے) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ع) عُرَفا..... علماء..... عوام..... عدیل..... کے عزیز "اَلْعَظِیْم" ﷺ (عظمت والے) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(غ) غریبی میں زندگی بسر کرنے والے..... غریبوں کے غمخوار "اَلْغَوْث" ﷺ (فریاد سننے والے) بن کر ہویدا ہونے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ف) فردوسِ بریں کے باب کھولنے والے..... فریادوں کی فریاد سننے والے..... فقیروں کی صداؤں پر بے چین ہونے والے "اَلْفَائِقْ" ﷺ (سب سے بلند) بن کر تشریف لانے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ق) قندیلِ حق وصداقت..... قندیلِ زہد وتقویٰ..... قندیلِ صبر ورضا..... قندیلِ اخوت ومحبت روشن کرنے کے لئے "قَائِدُ الْمَسَاکِیْن" ﷺ (مسکینوں کے پیشوا) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ک) کہاں کہاں..... کدھر کدھر..... بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے..... کرم نواز بن کر..... کرم نوازی کرنے کے لئے "کَرِیْم" ﷺ (کرم فرمانے والے) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ل) لطف وکرم کے لعل وگہر..... لبہائے مبارک "لا" کی صفت سے دور..... لا الٰہ الا اللہ کا ان سے ظہور "اَللَّطِیْف" ﷺ (بڑے مہربان) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(م) منور..... مجلّا..... مصطفٰے..... مجتبیٰ ﷺ کی شکل میں "اَلْمُبَلِّغ" ﷺ (تبلیغ کرنے والے) بن کر تشریف لانے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ن) نور بن کر..... نور لے کر..... نورالھدیٰ..... نبیٔ اعظم..... نبیٔ محترم ہو کر..... "نَاہ" (برائی سے روکنے والے) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(و) واصلِ خدا ہوکر.....وفورِ عشق ومحبت سے لبریز.....وہاں سے.....یہاں تشریف لانے والے ''وَ لِیُّ'' ﷺ (مددگار، دوست، رفیق) بن کر آنے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ہ) ہبل سے پوچھئے کیوں گرا؟.....ہوا سے پوچھئے کیوں سنکی.....ہر سُو سے پوچھئے آج کیا ہے؟.....ہزارہ سے پوچھئے آج ہریالی کیسی؟ ہفت رنگ سے پوچھئے یہ شوخی کیسی؟.....سب یہ کہتے نظر آئیں گے..... ہاشم کی اولاد میں ہادی آ گئے.....اسی ''ھَادِیْ'' ﷺ (ہدایت کرنے والے، رہنما، پیشوا) کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

(ی) یاس کو توڑنے.....یاسیت کے شکار بندوں کے دلوں میں یاربّ کی یاری کے یاقوت جڑنے کے لئے ''یٰسٓ'' ﷺ (اے سیّد) بن کر تشریف لانے والے کی ماں کا نام آمنہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

گواہ حضرت آمنہ ہیں

(۱) ولادتِ محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت نور کا ظہور ہوا.....اس کی سب سے پہلی گواہ احمد مختار..... سرکار ابد قرار ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۲) ولادتِ سرورِ کائنات ﷺ کے وقت نور کا ایسا ظہور ہوا کہ شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے.....اس بات کی سب سے پہلی گواہ بزمِ کون ومکاں کے دولہا.....حبیبِ کبریا ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

پڑتی ہے نوری بھرن امڈا ہے دریا نور کا
سر جھکا اے کشتِ کفر آتا ہے اہلا نور کا

(۳) ولادت کے بعد احمد مختار.....مکی ومدنی سردار ﷺ.....سجدہ میں جا کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا میں مصروف تھے.....سب سے پہلی گواہ.....سیّدِ ابرار حضور ﷺ کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۴) ولادت رحمۃ اللعالمین.....شفیع المذنبین.....خاتم النبیین حضور ﷺ کے بعد ایک بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا.....اس میں سے آواز آرہی تھی.....اور منادی ندا کر رہا تھا.....محمد ﷺ کو ملائکہ.....جن وانس.....طیور و وحوش پر پیش کرو.....اور اس کو.....صفوت آدم.....معرفت شیث.....رقت نوح.. ...خلت ابراہیم.....لسان اسمٰعیل.....رضائے اسحٰق.....جمال یوسف.....بشریٰ یعقوب.....فصاحت صالح.....حکمت لوط.....جہاد یوشع.....صورت داوٗد.....صبر ایوب.....طاعت یونس.....حبّ دانیال.....وقار الیاس.....زہد یحییٰ.....کرم عیسیٰ علیہم السلام عطا کرو.....منادی کی ندا کی گواہ تاجدار مدینہ سرکار دوعالم حضور ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۵) ولادتِ سرکارِ دوعالم.....سردار دوعالم.....مختار دوعالم ﷺ کے وقت تین جھنڈے ایک مشرق میں.....دوسرا مغرب میں گاڑا گیا.....اور تیسرا پرچم کعبہ کی چھت پر لہرایا گیا.....اس کی سب سے پہلی گواہ انیس بیکساں.....مختارِ کون ومکاں کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۶) ولادتِ امام الانبیاء.....شاہِ دوجہاں.....ہادیٔ دوجہاں.....نبیٔ اعظم ﷺ کے وقت کہنے والے نے کہا تم اپنے اس فرزند کا نام محمد (ﷺ) رکھنا.....اس بات کی گواہی دینے والی.....مختارِ دوعالم.....رسولِ اعظم ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۷) ولادتِ ابوالقاسم.....امینِ اعظم.....سرورِ اعظم.....کے وقت آسمان سے حوریں اتریں... ..اس کی سب سے پہلی گواہ.....شفیعِ محشر.....سیّد البشر ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۸) ولادتِ نورِ خدا.....بدر الدجیٰ ﷺ کے وقت آسمان کے دروازے کھُل گئے.....اس بات کی گواہی محبوبِ ربّ العالمین.....سلطانِ دوجہاں.....نبی آخر الزماں ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دی ہیں۔

(۹) ولادتِ سید المرسلین.....سیّد الساجدین ﷺ کے وقت آسمان کے ستارے کاشانۂ آمنہ کے قریب ہو گئے.....اس واقعہ کی پہلی گواہ سیّد کونین.....شہنشاہِ دارین.....محمد رسول اللہ ﷺ کی

پیاری ماں حضرت آمنہ ہیں۔

(۱۰) ولادتِ طٰہٰ ویٰسین.....وعالم ما کان وما یکون ﷺ کے وقت آسمان سے زبرجد کی چونچ اور یاقوت کے بازو والے پرندے اُترے.....اس منظر کی سب سے پہلی گواہ.....سیاحِ افلاک ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۱۱) ولادتِ شافع محشر.....مالکِ کوثر.....آقائے نامدار ﷺ کے وقت زمین وآسمان کے درمیان دیباج کا فرش بچھا ہوا تھا.....اس فرش کا نظارہ کرنے والی شہنشاہِ بطحیٰ.....احمد مجتبےٰ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۱۲) ولادتِ خیر الانام ﷺ کے وقت چاندی کا آفتابہ لئے ہوئے کچھ لوگ فضا میں کھڑے تھے.....اس آفتابہ سے پانی پینے والی اور پی کر گواہی دینے والی.....کعبہ کے بدرالدجی.....شمس الھدیٰ ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ ہیں۔

(۱۳) ولادتِ صدرالعلیٰ.....محمد مصطفی ﷺ کے بعد ایک شخص آیا اور آپ کو کہیں لے گیا.....کچھ دیر کے بعد لا کر حضرت آمنہ کی گود میں رکھ دیا.....اور یہ کہتے ہوئے چلا گیا کہ یہ دنیا کی سیر کر کے آئے ہیں.....اس بات کی گواہ نورِ مجسم.....تاجدار حرم.....شہریارِ ارم ﷺ کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۱۴) ولادتِ انیسِ بیکساں.....جانِ ایمان ﷺ کے بعد ایک غیبی شخص نے آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا.....اس بات کی سب سے پہلی گواہ.....دونوں عالم کے دولہا.....دانائے غیوب.....ہادیٔ رُسل.....امام الانبیاء ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۱۵) ولادتِ حبیبِ داورِ محشر.....نبی اللہ.....حبیب اللہ.....رسول اللہ ﷺ کے بعد رضوانِ جنت نے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ثبت کی.....گواہ ربّ العٰلمین کے محبوب.....سید الانس والجان.....سید العرب والعجم ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۱۶) ولادتِ فخرِ بنی آدم.....نورِ مجسم ﷺ کے بعد جن کی ہیبت سے بُت اوندھے گرے.....اُس ہیبت والے آقا.....سراپا نور.....محمد رسول اللہ.....کی پیاری ماں کا نام آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(۱۷) ولادتِ رسول معظم ﷺ کے وقت کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور چودہ کنگورے گر گئے.....جس رسول ﷺ کی عظمت دیکھ کر کنگورے گر گئے.....اس عظمت والے رسول ﷺ کی ماں کا نام آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

(۱۸) ولادتِ خیر الانام ﷺ کے وقت فارس کی ایک ہزار سال کی جلتی ہوئی آگ بجھ گئی.....جس معظم رسول ﷺ کے صدقے میں آگ بجھی.....اس عظیم رسول ﷺ کی پیاری ماں کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

(۱۹) ولادتِ پیغمبرِ اسلام.....جدالحسنِ والحسین.....سراج منیر ﷺ کے بعد آپ ﷺ سجدے میں گئے اور پڑھنے لگے.....لاالہ الااللہ انی رسول اللہ.....اور ربّ ھب لی امتی.....ربّ ھب لی امتی.....ربّ ھب لی امتی.....اس بات کی سب سے پہلی گواہ آپ ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

(۲۰) ولادتِ مصطفےٰ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے جسم اقدس سے خوشبو نکل رہی تھی.....اس کی پہلی گواہ آپ ﷺ کی پیاری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

حضرت آمنہ کا حضرت حلیمہ کو ھدایت

ولادت رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے آپ کو آپ ﷺ کی ماں حضرت آمنہ نے دودھ پلایا.....پھر ''ثُویبہ'' پھر آپ ﷺ حلیمہ کی گود میں آئے.....حضرت حلیمہ خاتون حضور

ﷺ کو لے کر چلنے کی تیاری کرنے لگیں تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حلیمہ سے کہا:

''مہربان اور شریف دائی (دودھ پلانے والی) اپنے بچے (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی جانب خبردار رہنا کیوں کہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

آمنہ نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور اس بچے کی نسبت جوان سے کہا گیا تھا، حلیمہ کو سب کچھ بتا دیا تھا'' (۳۰)

طبقات ابن سعد کی اس روایت سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ماں اگر کافرہ اور مشرکہ ہوتیں تو حضرت حلیمہ سعدیہ کو یہ ہدایت نہیں کرتیں.....اور یہ نہیں کہتیں کہ 'اس کی ایک خاص شان ہوگی' خاص شان سے کیا مراد ہے؟.....یہی نہ کہ یہ اللہ کے رسول ہیں جو اپنے وقت پر اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کریں گے.....رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے حضرت آمنہ پر جو کچھ گزرا اور آپ نے جو کچھ دیکھا وہ سب حلیمہ خاتون سے کہہ دیا.....جس کا مطلب ہے کہ اس کی بہت دیکھ بھال کرنا.....دشمنوں کی نگاہوں سے بچانا.....یہ ایمان کی گفتگو ہے یا کفر و شرک کی؟..

.....ذرا آپ بھی سوچئے اور غور کیجئے۔

مذکورہ بالا عبارت کا تسلسل ہے:

''مجھ سے (مسلسل) تین رات کہا گیا کہ اپنے بچے کو پہلے قبیلہ بنی سعد بن بکر میں، پھر آل ذویب میں دودھ پلوانا۔

حلیمہ نے کہا یہ بچہ جو میری گود میں ہے اسی کا باپ ابوذویب میرا شوہر ہے'' (۳۱)

حضرت دائی حلیمہ نے رسول اللہ ﷺ کو بڑی محبت و شفقت کے ساتھ دو سال تک دودھ پلایا.....دو سال مکمل ہونے کے بعد دائی حلیمہ رسول اللہ ﷺ کو لے کر آپ ﷺ کی والدہ کی خدمت میں لے کر چلیں.....مکہ پہنچی والدہ کی آغوش میں دیا.....حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نورِ نظر کو دیکھا.....اس کے بعد دائی حلیمہ سے جو کہا وہ تاریخ طبری کے الفاظ میں یہ ہیں:

''میرے بچے کو واپس لے جائیں اس کی طرف سے مکہ کی وبا سے ڈرتی ہوں.....خدا

کی قسم اس کی ایک خاص شان ہوگی'' (۳۲)

حضرت حلیمہ رسول اللہ ﷺ کو لے کر واپس آئیں..... چوتھے سال شق صدر کا واقعہ پیش آیا.....پھر حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئیں..اور واپس جاتے وقت حضور ﷺ کو واپس لے گئیں.....اور ایک سال اپنے گھر میں رکھا.....اس طرح حضور ﷺ تقریباً پانچ سال کی عمر تک حضرت حلیمہ کے پاس رہے.....اس کے بعد اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں رہنے لگے۔

شق صدر کے واقعہ کے بعد کے حالات لکھتے ہوئے صاحبِ ''تاریخ طبری'' لکھتے ہیں:

''حلیمہ کہتی ہیں کہ پس حضور اکرم ﷺ کو لے کر آپ کی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے فرمایا کہ اے حلیمہ کس لئے آئیں؟.....حالانکہ تم اس بچہ کو اپنے پاس رکھنے میں حرص کرتی تھیں.....میں نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے مگر میں اپنا حق ادا کر چکی...اور حوادث زمانہ سے مجھے خطرہ ہے تب اس فرزند کو یہاں لائی.............چنانچہ بخیر و عافیت آپ کی امانت آپ کو پہنچا دی.....جیسا کہ آپ چاہتی تھیں انہوں نے کہا سچ سچ کہو کہ معاملہ کیا ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ جب اس قدر بضد ہوئیں تو مجبوراً میں نے سارا ماجرا سنا دیا.....جب میں بیان کر چکی تو فرمایا تم کو اس بچے پر شیطان کا خوف ہوا؟.....میں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے.....فرمایا کہ تمہارا خوف لا حاصل ہے.....قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی اس بچہ پر شیطان کا کچھ اختیار نہیں چونکہ میرا فرزند شان والا ہے۔

فرمایا کہ میں تم سے وہ حالات بیان کرتی ہوں کہ جو اس حمل میں میرے ساتھ پیش آئے.....میں نے کہا ہاں وہ ضرور فرمائیے.....کہنے لگیں کہ.....جب مجھ کو اس فرزند کا حمل ہوا تو میرے اندر سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس کی روشنی میں مجھ کو شہر بصری کے محل دکھائی دینے لگے.....اور اس کا حمل مجھ پر نہایت خفیف اور ہلکا تھا اور کسی قسم کی مشقت مجھ کو معلوم نہ ہوئی تھی.....جس وقت یہ فرزند پیدا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے.....اور سر آسمان کی طرف بلند کیا.....اے حلیمہ! تم اس کو یہاں چھوڑ دو اور تم بخو

شی اپنے وطن کو واپس جاؤ'' (۳۳)

ماں کی خدمت

حضور ﷺ حضرت دائی حلیمہ کے یہاں سے رخصت ہونے کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کی شفقت کے سائے تلے رہنے لگے.....ماں کی آغوش میں یتیم ہونے کا احساس نہ ہوا.....چھوٹی عمر تھی لیکن ماں کی خدمت کرتے تھے.....ماں کا پیار آپ پر فدا تھا.....ماں جہاں جاتیں آپ ﷺ کو ساتھ لے جاتیں.....حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بہترین خاندان کی بہترین بیٹی تھیں.....اعلیٰ خاندان کی اعلیٰ بہو تھیں.....پاک طینت.....پاک باز.....پاک سیرت ... پاک دامن.....اسی پاک دامن میں پاک رسول (ﷺ) کی پرورش ہوتی رہی.....حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی ننھیال مدینہ منورہ میں ''بنی عدی ابن النجار'' کو چلیں.....اپنے لال محمد (ﷺ) کو ساتھ لیا.....خادمہ امّ یمن بھی ساتھ تھیں.....مدینہ منورہ پہنچیں.....وہاں ایک مہینہ قیام کیا.....سب لوگوں سے مل ملا کر واپس ہوئیں.....مقام ''ابوا'' میں ماں بیٹے اور امّ یمن پہنچیں.....''ابوا'' مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے.....مشیت کو کچھ اور منظور تھا.....اسی مقام پر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں.....اور بیماری سے جانبر نہ ہوسکیں.....انتقال فرماگئیں اور اسی مقام پر دفن ہوئیں.....ام یمن رسول اللہ (ﷺ) کو واپس لے کر مکۃ المکرمہ آئیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے آخری کلمات

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے آخری وقت کے حالات اور آخری کلمات کے تعلق سے تاریخ نگاروں نے احادیث پاک کی روشنی میں جو باتیں لکھیں ہیں.....وہ اس طرح سے ہیں:

''اس بیماری میں حضور انور ﷺ اپنی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا سر دباتے تھے..... اور رُوتے جاتے تھے.....جب حضور ﷺ کے آنسو آپ (حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا) کے چہرے پر گرے تو آنکھ کھولیں.....اور اپنے دوپٹے سے آپ (ﷺ) کے آنسو پونچھ کر بو

لیں.....دنیا مرے گی مگر مَیں کبھی نہیں مروں گی.....کیوں کہ تم جیسا فرزند مَیں چھوڑ رہی ہوں.....جس کی وجہ سے مشرق ومغرب میں میرا چرچا رہے گا.....اس ولیۂ وقت کا یہ قول نہایت درست ہوا'' (۳۴)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مذکورہ بالا اقوال ان کے ایمان کی گواہی دے رہے ہیں.....ایسے جملے وہی کہہ سکتی ہیں جن کے اندر ایمان کی روشنی ہوگی.....ایمان کی روشنی کے ساتھ روحانی طاقت ہوگی.....اسی روحانی طاقت کی بنیاد پر حکیم الامت علامہ احمد یار خان نعیمی نے آپ کو وَلیۂ وقت لکھا ہے.....کیوں کہ یہ مستقبل کی بات ہے.....کون جانتا ہے.....ولی اپنے نگاہ فیض سے بتادیتے ہیں.....اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتادیا کہ مشرق ومغرب میں میرا چرچا رہے گا.....اور یہ باتیں صدفی صد درست ہوئیں.....کہ آج تک حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چرچے مشرق ومغرب.....شمال وجنوب میں ہورہے ہیں.....ایمان کی روشنی نے مستقبل بعید تک کی باتیں بتادیں..... مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان قرآن پاک سے ثابت ہے.....اس کے ثبوت میں ایک آیت کا مندرجہ ذیل حصہ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا ایمان

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا ایمان قرآن پاک سے ثابت ہے.....حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی تھی.....رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ''سورہ بقرہ آیت ۱۲۸۔ ترجمہ! اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرماں بردار''

آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن حکیم الامت علامہ احمد یار خاں نعیمی تفسیر کبیر وعزیزی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ موحدین، صالحین رہے.....کوئی وقت ایسا نہ آیا کہ سارے مشرک ہوجاتے.....چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی زید ابن عمر اور قیس ابن ساعد اور

عبدالمطلب ابن ہاشم حضور علیہ السلام کے جدامجد اور عامر ابن ضرب وغیرہ اسلام پر تھے کہ خدا کو ایک جانتے تھے..... ثواب وعذاب، حشر ونشر کے قائل تھے..... نہ تو مردار کھاتے تھے اور نہ بُت پرستی کرتے تھے..... حضور علیہ السلام کے والدین ماجدین کو کافر کہنے والے اس آیت اور تفسیر کبیر کی اس عبارت پر غور کریں کہ حضور علیہ السلام کے پہلے سارے بنی اسمٰعیل مشرک ہو گئے تھے؟..... تو لازم آتا ہے کہ حضرت خلیل کی دعا قبول نہ ہوئی..... یقیناً ایک جماعت ایمان پر ہی رہی اور اسی جماعت میں حضور کے آباواجداد تھے..... نیز قیامت تک سارے سید وقریش کبھی گمراہ نہ ہوں گے..... کیوں کہ یہ لوگ ابراہیمی ہیں کہ ان میں مومن رہنا ضروری ہے“ (۳۵)

مولانا شبیر احمد عثمانی نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

”یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے مانگی کہ ہماری جماعت میں ایک جماعت فرماں بردار اپنی پیدا کر اور ایک رسول اُن میں بھیج..... جو اُن کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے..... اور ایسا نبی جوان دونوں کی اولاد میں ہو بجز سرور کائنات ﷺ کوئی نہیں ہوا“ (۳۶)

تفسیر میں صاف لکھا گیا ہے کہ..... ”ہماری جماعت میں ایک جماعت فرمانبردار اپنی پیدا کر“..... ایک جماعت فرمانبردار سے یہی تو مراد ہے کہ..... ان سے لے کر نبی آخرالزماں تک فرمانبردار لوگ پیدا کرتا رہ..... اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ اسی فرمانبردار لوگوں کی جماعت مین حضور ﷺ کے والدین کریمین بھی ہیں..... تو اس سے حضور کے والدین شریفین کا ایمان ثابت ہوا یا کفر؟..... ہر عقلمند کہہ اُٹھے گا کہ ایمان ثابت ہوا..... تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہنے والے اپنے ایمان پر کفر کا ہتھوڑا چلا رہے ہیں یا نہیں؟..... اپنے ایمان کے گلشن کو خود سے تاراج کر رہے ہیں یا نہیں؟..... عرصہ قبل اس سے متعلق دہلی کے ایک ویکلی اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا تھا..... جس میں حضور ﷺ کے والدین کریمین کو مومن بتایا گیا تھا..... مضمون پڑھنے کے بعد ایک صاحب نے آپے سے باہر ہو کر خط لکھا کہ یہ نئی

نئی باتیں نہ چھاپا کریں..... الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے والا معاملہ تھا..... یہ نئی باتیں ہوتیں تو تفسیر کبیر میں اس کے تذکرے نہیں ملتے..... علامہ جلال الدین سیوطی کی کتابیں ان باتوں سے خالی ہوتیں..... دیکھئے علامہ کیا لکھتے ہیں:۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آخری وقت میں ذیل کے اشعار کہے..... ان اشعار کو علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب..... ”التعظیم والمنہ“ میں بروایت دلائل النبوۃ مصنف ابونعیم..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی کتاب ”شمول الاسلام لاصول الرسول الکریم“ میں... علامہ احمد یار خاں نعیمی نے اپنی تفسیر ”تفسیر نعیمی“ میں نقل کیا ہے.. اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ ، اما محمد بن عبدالباقی الزرقانی: مواہب لدنیہ مع شرحہ الزرقانی: باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم، مطبعہ عامرہ مصر، جلد اصفحہ ۱۹۲ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

”امام ابونعیم دلائل النبوۃ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماعہ اسماء بنت ابی رحم، وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کی وقت حاضر تھی، محمد ﷺ کم سِن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف، ان کے سرہانے تشریف فرما تھے، حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم ﷺ کی طرف نظر کی، پھر کہا۔

بَارَكَ فِيكَ اللّٰهُ مِنْ غُلَامٍ
يَا ابْنَ الَّذِي مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَامِ
نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْمِنْعَامِ
فُودِيَ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ
بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ السَّوَامِ
إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ
فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ
تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَامِ
تُبْعَثُ بِالتَّحْقِيقِ وَالْإِسْلَامِ

دِيْنُ اَبِيْكَ الْبَرِّ اِبْرَاهَام
فَاللّٰهُ اَنْهَاكَ عَنِ الْاَصْنَام
اَنْ لَّا تُوَالِيَهَا مَعَ الْاَقْوَام

''اے ستھرے لڑکے اللہ تجھ میں برکت رکھے.....اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی.....بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے.....جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے.....اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نیکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے.....میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا''(۳۷)

اور پھر فرمایا:

وکل کثیریفتی وانامیتة وذکری باقٍ وقد ترکت خیراًوولدت طھرًا
یعنی مَیں تو مرجاؤں گی مگر میرا ذکر قیامت تک رہے گا کیوں کہ میں نے بہترین چیز یعنی فرزند چھوڑا ہے''(۳۸)

مذکورہ بالا عبارت وترجمہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا دین ابراہیمی پر قائم ہونے کا پتہ لگتا ہے اگر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کافرہ یا مشرکہ ہوتیں تو اپنے بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ کہتیں کہ.....''اللہ تمہیں بت پرستی سے بچائے''.....بلکہ بت کی پوجا کی تعلیم وترغیب دلاتیں اور یہ نہیں کہتی کہ.....''تم ربّ کی طرف سے ساری مخلوق کے نبی ہو.....اور تم اسلام پھیلاؤ گے.....

مذکورہ ساری باتیں ایمان کی دلالت پر مبنی ہیں.....ایسی باتیں کہہ کر حضرت آمنہ نے اپنا ایمان ثابت کردیا۔

حضرت آمنہ کس دین پر تھیں؟

مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں یہ واضح ہوگیا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ تھیں.....نہ کافرہ تھیں نہ مشرکہ.....آپ کا تعلق نہ یہود سے تھا نہ نصاریٰ سے.....آپ نہ مشرکہ تھیں نہ بت

پرست.....آپ مُوحّدہ ومومنہ تھیں.....اس تعلق سے مفسرین، شارحین، علماء، فقہاء اور مؤرخین کیا کہتے ہیں؟ ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما(۶۸ھ) کیالکھتے ؟

''وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ''(۳۹)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) تک آپ ﷺ کے نور کو ربّ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کرنے والوں کے بطن میں منتقل کرتا رہا.....حضور ﷺ کے والدین شرک وکفر کی آلودگی سے پاک رہے''(۴۰)

علمائے اہل سنت جو بات کہتے ہیں.....وہ کوئی نئی بات نہیں کہتے ہیں.....وہی کہتے ہیں جو صحابہ.....تبع تابعین.....ائمہ مجتہدین نے کہی ہیں.....حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول (ﷺ) اور مفسر قرآن ہیں.....حبر الامت (مسلمانوں کے بہت بڑے) آپ کا لقب ہے.....۶۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی.....جب آپ نے اپنی تفسیر میں لکھ دیا کہ.....حضور ﷺ کے والدین شرک کفر کی آلودگی سے پاک رہے.....اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کفر وشرک سے پاک رہنے والے مسلمان ہوتے ہیں یا کافرہ؟.....تو کوئی بھی اسلام کی راہ کا مسافر جواب دے گا کہ کفر وشرک سے پاک رہنے والے کو مسلمان کہتے ہیں.....تو پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لئے کفر کا باب کھولنا کیا معنی رکھتا ہے؟

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں علامہ احمد یار خاں نعیمی تحریر کرتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباؤ اجداد مومن۔ موحّد، حق تعالیٰ کے عابد تھے، کوئی کافر و فاسق نہ تھا.....یعنی جن کاہنوں پر شیطان اترتے ہیں ان کے حالات نہایت خراب ہوتے ہیں.....وہ لوگ گندے، پلید، جھوٹے، فریبی، گناہوں کے عادی ہوتے ہیں.....جنہیں دیکھ کر لوگوں کو نفرت ہوتی ہے اور حضور ﷺ سید الطاہرین ہیں''(۴۱)

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں

اسی آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی تحریر کرتے ہیں:

”یعنی جب تو تہجد کو اُٹھتا ہے.....اور متوسلین کی خبر لیتا ہے..... کہ خدا کی یاد میں ہیں یا غافل (موضح) یا تو جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے.....اور جماعت کی نماز میں نقل وحرکت (رکوع سجود وغیرہ) کرتا ہے.....اور مقتدیوں کی دیکھ بھال رکھتا ہے.....اور بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ ﷺ کے اباء مراد ہیں.....یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صُلب سے دوسرے نبی کی صُلب تک منتقل ہونا.....اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا..... بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے، واللہ اعلم“ (۴۲)

اس سلسلہ میں آیت کے تحت تفسیر موضح القرآن.........مولانا اشرف علی تھانوی کا معجز نما حمائل شریف.......مولانا ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث کی تفسیر ثنائی.......مولانا محمد جونا گڑھی کے ترجمہ پر حواشی لکھنے والے حافظ صلاح الدین یوسف کی تفسیر......مترجم ومفسر شعیہ عالم مولانا فرمان علی کی حواشی سب کی سب خاموش ہیں.....سب راستہ کاٹ کر نکل گئے ہیں:-

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے کیا لکھا؟

رسول خدا ﷺ کے فرمان کی روشنی اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تحریر کے آئینے میں علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے تعلق سے کئی کتابیں لکھیں.....ان میں سے ایک کتاب ”مسالک الحنفاء فی ایمان والدی مصطفیٰ“ مشہور کتاب ہے.....اس کتاب میں آپ نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کا ثبوت پیش کیا ہے کہ آپ حضرات ایمان والے تھے.....مومن اور مومنہ تھے.....یہ سلسلہ در سلسلہ.....کڑی در کڑی والی بات ہے.....جہاں پر نور ہی نور.....روشنی ہی روشنی ہو.....اور کوئی یہ کہے کہ وہاں پر.....ظلمت ہی ظلمت.....تاریکی ہی تاریکی ہے.....تو آدمی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایسا کہنے والا.....ضرور دال میں کچھ کالا کر رہا ہے.....افسوس تو

یہی ہے کہ تمام انبیاءِ کرام کے والدین مومن اور مومنہ ہوں.....اور تاجدارِ انبیاء ﷺ کے والدین مشرک و کافر ہو جائیں؟ عقیدہ جب بدلتا ہے تو عقیدت بھی بدل جاتی ہے.....اور جب عقیدت بدلتی ہے تو کتابوں کی عبارتیں بھی بدل دیتی ہے.....پھر اس کی روشنی میں کچھ علماء بھی تحقیق کی زحمت گوارہ کئے بغیر اسی بدلی ہوئی عبارت کو ماخذ بناتے ہیں.....اور پھر نہ ختم ہونے والا ایک جھگڑا شروع ہو جاتا ہے.....کچھ ایسا ہی معاملہ حضور ﷺ کے والدین کے حق میں ہوا.....جب حضرت عبداللہ ابن عباس نے رسول ﷺ کے والدین کو مومن اور مومنہ لکھا تو اب کفر وشرک کا نیا باب کھولنا ہی نہیں چاہئے.....اور اگر کسی نے کھول دیا تو اس کے بعد والوں کو تحقیق کے دریا میں اترنا چاہئے تھا.....لیکن بہت سارے لوگوں نے ایسا نہیں کیا۔

مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے کیا لکھا؟

شروع سے کڑی میں کڑی ملی ہوئی تھی.....راستہ ایک تھا.....اس راستہ پر سب ایک خیال کے لوگ تھے.....وہ یہ کہ حضرت آمنہ مومنہ ہیں.....جو بات رسول اللہ نے کہی.....اسی کو حضرت عبداللہ ابن عباس نے دُہرائی.....دیگر صحابہ کرام نے کہی.....ائمہ مجتہدین نے وہی سبق پڑھایا اور سنایا.....علامہ جلال الدین سیوطی نے اسی کو قلم بند کیا.....بصرہ والوں نے اسی پر عمل کیا.....بغداد والے اسی کو گرہ میں باندھے رہے.....وہی بات بریلی والے امام احمد رضا (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے کہا کہ.....رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین مومن ہیں.....انہیں کافر نہ کہو.....تو باغیوں نے طوفان مچا دیا یہ بریلوی ہے.....بدعتی ہے.....نئی نئی بات گڑھتا ہے.....تم تو عجیب دیوانہ لگتے ہو.....کیا تم نے امام احمد رضا سے پہلے کے اکابر کی تحریر نہیں پڑھی ہے؟..... پڑھے ہو تو پھر امام احمد رضا کے تئیں ایسا کیوں بولتے ہو؟.....امام احمد رضا کا پیغام یہی ہے کہ.....ہم سب ایک ہیں.....ایک خیال پر متحد رہیں.....ایک ہو کر رہیں.....ایک نعرہ بلند کریں.....ایک آواز ہو کر بولیں کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین مومن ہیں۔

امام احمد رضا کا یہ کہنا کہ رسول اللہ کے والدین کریمین مومن ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے.....بلکہ آپ نے وہی بات کہی جو صحابہ، تبع تابعین، ائمہ، مجتہدین نے کہی ہے، لیجئے ان کے نام کو

ملاحظہ کیجئے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے ''شمول الاسلام'' میں تحریر کئے ہیں:

''در بارۂ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہی طریقۂ انیقہ نجات نجات کہ ہم نے بتوفقہ تعالیٰ اختیار کیا، تنوعِ مسالک پر مختارِ اجلّہ ائمۂ کبار و اعاظم علمائے نامدار ہے، ازاں جملہ:

(۱) امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علومِ دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں، ازاں جملہ تفسیر ایک ہزار جز میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جز ہیں۔

(۲) شیخ المحدثین احمد خطیب البغدادی۔

(۳) حافظ الشان محدثِ ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(۴) امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(۵) حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں، بعد امام نووی کے ان کا مثل علمِ حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(۶) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحبِ شرف المصطفیٰ ﷺ

(۷) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(۸) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(۹) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی جس بات کا اعتراف کرتے تھے، امام احمد رضا بریلوی نے اسی بات کا اعتراف کیا ہے۔

(۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(۱۳) امام ابوعبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

(۱۴) امام عبداللہ بن محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی صاحب تذکرہ۔

(۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(۱۶) امام علامہ شرف الدین مناوی۔

(۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القرآن امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب افضل القریٰ وغیرہ۔

(۱۹) شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الرّاجین فی ان والدی المصطفیٰ ﷺ بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

(۲۰) علامہ ابوعبداللہ محمد ابن ابی شریف حسینی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(۲۱) علامہ محقق سنوسی۔

(۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطاع المسرات شرح دلائل الخیرات شریف

(۲۴) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب۔

(۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزاری صاحب المناقب۔

(۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

(۲۷) سید شریف علامہ حموی صاحبِ غمز العیون والبصائر۔

(۲۸) علامہ حسین محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس ﷺ

(۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(۳۰) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

(۳۲) علامہ.........صاحبِ کنز الفوائد۔

(۳۳) مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحبِ فواتح الرحموت۔

(۳۴) علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

(۳۵) علامہ سید ابنِ عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحبِ ردالمحتار وغیرہم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار۔

ان سب حضرات کے اقوال طیبہ اس وقت اس فقیر کے پیشِ نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ مجرد نقل اقوال کے لئے لکھیں، نہ مباحثِ طے کردۂ علماءِ عظام خصوصاً امام جلیل جلال سیوطی کے ایراد بلکہ مقصود اس مسئلۂ جلیلہ پر چند دلائلِ جمیلہ کا سنانا اور بہ تصدق کفش برداری علماء جو فیوض تازہ قلبِ فقیر پر فائض ہوئے، انتفاعِ برادرانِ دینی کے لئے اُن کا ضبطِ تحریر میں لانا کہ شائد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کہ تمام جہاں سے اکرم واَرحم واَبرّ واوفیٰ ہیں۔ محض اپنے کرم سے نظر قبول فرمائیں اور نہ کسی صلے میں بلکہ اپنے خالص فضل کے صدقے میں اِس عاجزِ بے چارہ، بیکس، بے یار کا ایمان حفظ فرما کر دارین میں عذاب وعقاب سے بچائیں‘‘(۴۳)

شمول الاسلام اکتالیس صفحے کا کتابچہ ہے..... اس کتابچہ میں امام احمد رضاں قدس سرہٗ نے تحقیق کے خزانے میں سونا بھر دیا..... تحقیق کا ایسا سونا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ اور دل خوش ہو جاتا ہے..... مذکورہ علماوفقہا کے ناموں کے علاوہ کتابچہ میں شامل احادیث کے راویوں کے اسمائے گرامی کو تحریر کیا جائے تو مزید اتنے نام اور شامل ہو جائیں گے..... یہ ساری حدیثیں اور فقہا کے اقوال اور علماء کی تحریر منکرین کی نظروں سے نہیں گزرے؟..... گزرے ہوں گے اور ضرور گزرے ہوں گے.. لیکن ضد اور ہٹ کا کوئی علاج نہیں ہے..... آیئے آگے چلتے ہیں اور علماءِ کرام کی مزید تحریر دیکھتے ہیں..... دیکھئے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے:

شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ فاروقی (متوفی ۱۳۳۶ھ) کیا لکھتے ہیں؟

’’اب سنئے کہ اس معنوی اور اصلی نور کے طلوع کے وقت غیب وشہادت میں کس قدر اہتمام ہوا تھا..... حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت مجھ سے ایک ایسا نور نکلا کہ اُس سے تمام عالم منور ہو گیا..... چنانچہ شام کے مکانات مجھے نظر آنے لگے۔

عثمان بن ابی العاص کی والدہ جو میلادشریف کی رات حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھیں..... بیان کرتی ہیں کہ قبل ولادت شریف گھر میں جدھر میں نظر ڈالتی تھی نور ہی نور نظر آتا تھا..... اور اس وقت ستاروں کی یہ کیفیت محسوس ہوئی تھی کہ گویا وہ اس مکان پر ٹوٹ پڑ رہے ہیں‘‘(۴۴)

شیخ الاسلام کی تحریر سے دو روایتیں یہاں پر نقل کیا ہوں..... اس تحریر میں قابل غور بات یہ ہے کہ شیخ الاسلام نے دونوں جگہوں پر حضرت آمنہ کے ساتھ کلمۂ دعا ’’رضی اللہ تعالیٰ عنھا‘‘ تحریر کیا ہے..... یہ کلمۂ دعا مومن کے نام کے ساتھ ہی لکھا جاتا ہے..... اگر حضرت آمنہ کافرہ ہوتیں تو شیخ الاسلام ہرگز ان کے نام کے ساتھ ’’رضی اللہ تعالیٰ عنھا‘‘ نہیں لکھتے..... شیخ الاسلام کی یہ تحریر ثابت کرتی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا مومنہ تھیں۔

آج کے دور میں بوڑھے بیلوں کا دماغ کھا کر جوان ہونے والے اور بوڑھے کہلانے والے کہتے ہیں کہ یہ سنی بریلوی نہ جانے کیا کیا لکھتے اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں..... ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں کہ ہم نے نہ کبھی سنا نہ کبھی پڑھا..... نہ ہمارے آباواجداد نے پڑھا نہ سنا..... یہ بہت بڑا جھوٹ ہے..... نہیں پڑھا اور نہیں سنا تو لیجئے اب پڑھیئے، سنئے، سوچئے اور غور کیجئے کہ کیا شیخ الاسلام مولانا انواراللہ فاروقی بھی بریلوی تھے؟..... جوانہوں نے حضرت آمنہ خاتون کے نام کے ساتھ ’’رضی اللہ تعالیٰ عنہا‘‘ تحریر کیا ہے..... یہ سلسلہ ایسا ہے کہ علما یکے بعد دیگرے اپنی کتابوں میں نقل کرتے چلے آرہے ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کریم مومن تھے..... تو پھر یہ آواز کس کی ہے؟..... کہ حضور ﷺ کے والدین کریم مومن نہیں..... نعوذ باللہ۔ مشرک تھے۔

مفسرِ قرآن محمد نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) کیا لکھتے ہیں؟

اسی آیت کے تحت آپ لکھتے ہیں کہ:

’’ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانۂ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ وآمنہ خاتون تک مومنین کی اصلاب واَرحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباواجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب

مومنین ہیں (مدارک جمل وغیرہ)" (۴۵)

یہاں بھی اسی ضَو کی بات ہے..... جس ضَو کی بات پہلی صدی ہجری میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے..... یہاں بھی اسی نور کے تذکرے ہیں..... جس نور کے تذکرے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے کئے ہیں..... یہاں بھی وہی عقیدت ہے..... وہی محبت ہے..... وہی حقیقت..... وہی رویت..... وہی تاریخ..... وہی تفسیر لکھی گئی ہے..... جو آپ سے پہلے بزرگوں نے لکھی ہے۔

علامہ احمدیار خاں نعیمی کیالکھتے ہیں؟

"ایک تحقیق رہ گئی کہ آخر وہ کس دین پر تھیں..... ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اُن کی زندگی میں اسلام دنیا میں نہ آیا تھا اور دوسرے انبیاء کے دین مٹ چکے تھے..... اُن کو اصحاب فُترت کہتے ہیں..... ان کے لئے صرف توحید کا عقیدہ یعنی بت پرستی نہ کرنا اور اللہ کو ایک ماننا کافی تھا۔ حضرت آمنہ خاتون اور حضرت عبداللہ بھی ان ہی میں سے تھے اور اسی پر ان کا انتقال ہوا..... پھر حجۃ الوداع میں حضور علیہ السلام نے ان دونوں صاحبوں کو زندہ فرما کر ان کو مشرف بہ اسلام کیا..... لہٰذا اب وہ حضرات مسلمان ہیں..... اس سے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی نے رسالے لکھے ہیں..... اور اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے ایک کتاب لکھی "شمول الاسلام لائه الکرام" (۴۶)

اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے علامہ نے آگے کا آئینہ بھی دکھایا ہے..... اور بعد کی روشنی بھی..... ماضی کے ابواب بھی کھولے دیئے ہیں..... اور تاریخ کے جھروکے بھی..... شواہد بھی فراہم کئے ہیں..... ثبوت بھی..... حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق آپ نے بہت لکھا ہے..... دل سے لکھا ہے اور عقیدت سے بھی..... مندرجہ ذیل تحریر پڑھئے اور ان کی عقیدت کو سلام کہئے:

"خدا مجھ گنہگار کو حضرت آمنہ کے مزارات شریف کی زیارت نصیب کرے تو ان کی قبر کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بناؤں کیوں کہ وہ میرے پیارے نبی مصطفیٰ ﷺ کی ماں ہیں ان کے

احسانات تمام جہاں پر ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہا" (۴۷)

ایمان کی راہ پر عقیدت مچل مچل کر بول رہی ہے کہ..... آمنہ کوئی ایسی ویسی شخصیت کا نام نہیں ہے..... بلکہ اس شخصیت کا نام ہے..... جس کی گود میں شہنشاہِ دوجہاں تشریف لائے..... جس کا دودھ نبیٔ پاک ﷺ نے نوش فرمایا..... اُس کی تربت کی مٹی اس لائق ہے کہ اُسے آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے..... اُس کا احسان تمام جہاں کی تمام چیزوں پر ہے۔

پیر محمد کرم شاہ ازہری کیا لکھتے ہیں؟

مذکورہ آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

"ابونعیم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے اس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ تَقَلُّبَ سے مراد تنقّل فی الاصلاب ہے، یعنی جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتے چلا آرہا تھا تو اس وقت بھی آپ ﷺ کو آپ کا ربّ دیکھ رہا تھا..... کیوں کہ آپ کے آباؤ اجداد کو قرآن کریم نے الساجدین (سجدہ کرنے والے) کہا ہے..... اِس لئے اکثر علماء نے اس آیت سے حضور کریم ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے..... اور اہل سنت والجماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء کا یہی مسلک ہے..... چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: وجوز حمل التقلب علی التنقّل فی الاصلاب ان یُرادبالساجدین المؤمنون واستدل بالآیة علیٰ ایمان ابویه صلّی اللّٰه علیه وآله وسلّم کماذهب الیه کثیرمن اجلة اهل السُنة - اس کے بعد لکھتے ہیں کہ جو شخص حضور ﷺ کے والدین کریمین کے حق میں بے ادبی کے کلمات کہتا ہے تو مجھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے..... وانااخشی الکفرعلی من یقول فیهمارض الله عنهماعلی رغم انف علیّ القاری واضرابه (روح المعانی)

علامہ پانی پتی متوفی کیا لکھتے ہیں؟

اس قول کی تائید میں علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد احادیث صحیحہ نقل کی ہیں جن میں سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے:

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماافترق الناس فرقتین الاجعلنی اللّٰہ من خیرهمافاخرجتُ من بین ابویّ ولم یُصبنی شی ءٌ من عهد الجاهلیّة خرجت من نکاح لم اخرج من سَفاح من لد ن اٰدم حتی انتهیتُ الٰی ابی و اُمّی فاناخیرکم نفساًوخیرکم اباً (مظہری)

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی نسلِ انسانی دو حصوں میں بٹی تو مجھے اللہ تعالیٰ نے اس میں کیا جو ان دونوں سے بہتر تھا..... اپنے والدین کے ہاں میری ولادت ہوئی..... اس حال میں کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی چیز نے ملوّث نہیں کیا..... آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک میرے اجداد اور جدّات میں کوئی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا..... مَیں تم سب سے نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں..... اور باپ کے لحاظ سے بھی..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے اباء وامہات سے کوئی مشرک یا فاسق نہیں ہوا..... کیوں کہ مشرکین کے بارے میں صراحۃً مذکور ہے 'انما المشرکون نجسٌ' اور حضور ﷺ کے ابا نجس نہیں ہو سکتے'' (۴۸)

راستہ منور ہے..... صاف ہے..... رسول اللہ ﷺ کے اباواجداد سب کے سب مومن تھے..... سجدہ کرنے والے تھے..... تو آپ کے والدین کافر کیسے ہو سکتے ہیں؟..... آپ ﷺ کے والدین نہ کبھی بت کو پوجا..... نہ بت خانے میں گئے..... توحید پر ایمان رکھا..... اللہ کو ایک جانا..... زمانہ فَترت کے موحد تھے..... پھر سرکار ابد قرار نے ان کو قبر سے زندہ کر کے کلمہ پڑھایا..... اب آپ ﷺ کے والدین کو کافر کہنا زیادتی ہی نہیں..... بلکہ اپنے حق میں کفر کو دعوت دینا ہے، اللہ بچائے۔

علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) کیا لکھتے ہیں؟

علامہ آلوسی کا حوالہ مولانا محمد پیر کرم شاہ صاحب کے حوالے میں ضم ہے..... یہاں پر ایک حوالہ اور ملاحظہ کیجئے جس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ علماءِ اہل سنت کے جم غفیر کی دلیلیں یہی ہے کہ رسول ﷺ کے والدین کریمین کافر نہیں ہیں..... اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کافر کہنے والوں کی نگاہوں سے جم غفیر کی دلیلیں نہیں گزریں؟..... لیجئے علامہ کی تحریر پڑھئے:

''اہل سنت کے جم غفیر کی دلیل یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء اجداد میں کوئی بھی کافر نہیں تھا..... نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا'' (۴۹)

علامہ آلوسی کی ایک تحریر اور جو پچھلے صفحہ پر لکھی جا چکی ہے، اس پر غور کیا جائے کہ آپ نے لکھا ہے:

''جو شخص حضور ﷺ کے والدین کریمین کے حق میں بے ادبی کے کلمات کہتا ہے تو مجھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے''

یہ عالم حق کا فیصلہ یونہی نہیں ہے..... قرآن واحادیث کی روشنی میں ہے..... فرمان رسول ﷺ کے میز سے حاصل کئے ہوئے ہیں..... آپ ہی کی مذکورہ بالا تحریر کو دیکھ لیجئے کہ..... رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟..... اس کی روشنی میں علماءِ اہل سنت کے جم غفیر نے کیا کہا ہے؟..... وہ لوگ اور ان کی عقل کو کیا کہا جائے جنہوں نے لکھا ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہو..... وہی لوگ رسول اللہ کے والدین کو کافر کہتے ہیں..... کافر کہنے پر مصر ہیں..... حضور کے والدین کو مومن کہنے والوں کو برا کہتے ہیں..... قول وفعل کے تضاد کا یہ معمہ سخت ہے..... سوچئے..... غور کیجئے..... فکر میں ڈوبئے..... تو یہی حل نکلتا ہے..... کہ پہلا قول کافروں سے دوستی کی آلاپ ہے کہ کافر کو کافر نہ کہو..... دوسری بات ایمان والوں سے عداوت کی پہچان ہے..... کیا ایسے لوگوں کی نگاہ سے علامہ آسی کی تحریر نہیں گزری ہے؟۔

تاریخ ابن ہشام کیا کہتی ہے؟

”نبی کریم ﷺ کا نسب والد اور والدہ دونوں جانب سے بہتر تھا اور عزت کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھا“ (۵۰)

اعلیٰ کی ہر چیز اعلیٰ ہوتی ہے..... ہمارے آقا و مولیٰ حضور ﷺ اعلیٰ ہیں تو یقینی بات ہے کہ آپ کے والدین کریمین بھی اعلیٰ ہیں..... اگر اعلیٰ نہ ہوتے تو لوگ طعنہ دیتے..... اور ایسے اعلیٰ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بارہا فرمایا کہ میں حسباً ونسباً سب سے اعلیٰ ہوں..... پھر آپ ﷺ کے والدین کو کافر کہنے اور لکھنے کی کیا وجہ ہے؟۔

علامہ عبدالرّزاق چشتی بھترالوی کیا لکھتے ہیں؟

علامہ عبدالرّزاق چشتی بھترالوی لکھتے ہیں:

”آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، ان کا نسب بھی پانچویں درجہ پر آپ ﷺ کے والد گرامی کے نسب سے مل جاتا ہے“ (۵۱)

مولانا ضیاء الدین نقشبندی قادری کیا کہتے ہیں؟

مولانا ضیاء الدین نقشبندی قادری حیدرآبادی رقم کرتے ہیں:

”حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین ومذہب پر تھے..... اس لئے حضور اکرم ﷺ کے آباء واجداد ابتدا سے انتہا تک ہر قسم کی ظاہری وباطنی نجاست وآلودگی سے منزہ اور پاک ہیں..... کفر وشرک بھی ایک قسم کی نجاست ہے جس سے والدین کریمین کے دور رہنے پر بے شمار دلائل موجود ہیں..... حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ ”اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہا ہے..... جب آپ سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہوتے رہے“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ ”حضور پاک ﷺ کا نور مبارک ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا“..... اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ حضور اکرم کے تمام آباء واجداد مسلمان تھے“ (۵۲)

پہلا سوال: اختلافات کی وجہیں کیا ہیں؟

حضور ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلافات کی جو وجہیں بیان کی جاتی ہیں ان کو یہاں رقم کرکے اس کے جوابات احادیث سے، صحابہ کرام کے فرمان سے، محدثین کے قول، مجتہدین کی باتوں سے، ائمہ کے اقوال سے، فقہا کے دلائل سے اور علما کی تحریروں سے لکھی جارہی ہیں:

سوال۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلانِ نبوت سے قبل آپ ﷺ کے والدین کریمین کا انتقال ہوگیا تو وہ مومن کیسے ہوئے؟

جواب۔ حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی حدیث میں ہے: مَاخَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ مِنْ سَبْعَةٍ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ”نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے“۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کے ہر قرن وطبقے میں روئے زمین پر لااقل سات مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیارِ قرن سے، اور آیتِ قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالا نسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر وبہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ ﷺ کے آباء وامّہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگانِ صالح ومقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ ﷺ وقرآنِ عظیم میں ارشاد حق جلّ وعلا کے مخالف ہوگا“ (۵۳)

دوسرا سوال:

”فقہ اکبر“ کی عبارت پر علماء کی تحقیق

سوال۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ”فقہ اکبر“ میں لکھتے ہیں کہ حضور کے والدین ماجدین نے کفر پر وفات پائی، حضرت امام ابوحنیفہ کے اس قول کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کے والدین کو مومن ثابت کرنا کیا معنی؟

جواب۔ ''فقہ اکبر'' کے مختلف نسخوں میں مختلف الفاظ ہیں، بعض میں ہے ''مَاتَاعَلَی الْکُفْر''
یعنی ان کا انتقال کفر پر ہوا، بعض میں ہے ''مَامَاتَاعَلَی الْکُفُر''یعنی ان کا انتقال کفر پر نہ
ہوا، اور بعض نسخوں میں یہ مسئلہ ہے ہی نہیں، چنانچہ مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے فقہ
اکبر کا نہایت صحیح نسخہ حیدر آباد سے حاصل کر کے چھپوایا اور ثابت کیا کہ یہ صحیح ہے اور باقی غلط، اس
میں اس مسئلہ کا پتہ بھی نہیں، بعض نسخوں میں ہے کہ ''مَاتَاعَلَی الْفُتِرة''یعنی وہ حضرات دین
فُترت یعنی توحید پر دنیا سے گئے، اتنے اختلاف کے ہوتے ہوئے ایک نسخہ پر کیسے یقین کیا
جائے اور اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ مسئلہ اجتہادی یا تقلیدی نہیں تا کہ اس میں امام کی پیروی
واجب ہو بلکہ یہ تاریخی واقعہ ہے، اگر اس کے خلاف ثبوت ہو جائے تو اسی کو مانا جائے، جیسے مسئلہ
لعن یزید اور اطفالِ مشرکین وغیرہ''(۵۴)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی کتاب ''فقہ اکبر'' میں ترمیم کا حال خود
اس کی عبارت بتا رہی ہے کہ بعض نسخوں میں ''مَاتَاعَلَی الْکُفُر'' ہے، اسی عبارت کو
محور بنا کر ایک طبقہ حضور ﷺ کے والدین کریمین کو کافر کہتا ہے.....جو کہ صحیح نہیں ہے.....اس
طبقہ کو تحقیق کرنی چاہئے.....اگر بعض نسخوں میں ''مَاتَاعَلَی الْکُفر'' ہے، یعنی وہ کفر پر
مرے، تو بعض نسخوں میں ''مَامَا تَا عَلَی الْکُفُر''یعنی وہ کفر پر نہیں مرے، تو اس کو بھی ڈھونڈ
نا چاہئے..... بعض نسخوں میں ''مَاتَاعَلَی الْفُتِرة'' ہے تو غور کرنا چاہئے کہ حضرت امام ابوحنیفہ
نے کوئی ایک ہی بات لکھی ہو گی.....تین کی طرح کی نہیں.....تو معلوم ہوا کہ یہ تین طرح کی
باتیں ترمیم وتبدیلی سے وجود میں آئی ہیں.....لیکن جن نسخوں میں یہ باتیں ہیں نہیں تو اس کی
روشنی میں تینوں باتیں ٹپکائی ہوئی ہیں.....اور اگر مختلف نسخوں میں مختلف باتیں ہیں تو یہ کیسے ہو
گئیں؟

تیسرا سوال:

مفتی حشمت علی خاں (متوفی ۱۳۸۰ھ) کی تحقیق کیاھے؟

حضرت مفتی حشمت علی خاں اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں:

''ثانیاً اگر گنگوہی کے دُم چھلے گنگوہی کی تائید میں یہ عبارت پیش کریں'' ووالدا رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وسلم مَاتَاعَلَی الْکُفر یعنی رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے والدین کفر پر مرے ہیں.....تو فقہ اکبر شریف کے
اکثر نسخوں میں تو یہ فقرہ سرے سے موجود ہی نہیں.....فقیر کے پاس مصر کے دو مطبعوں کے
چھپے ہوئے دو نسخے فقہ اکبر شریف کے موجود ہیں.....دونوں میں سے کسی نسخے میں اس فقرہ
کا قطعاً پتہ نہیں.......بلکہ فقیر کے کتب خانہ میں نسخۂ شرح فقہ اکبر للملا علی القاری مطبوعہ دارا
لکتب العربیہ الکبریٰ بمصر موجود ہے........اس میں بھی نہ یہ فقرہ ہے نہ اس کی شرح کے
الفاظ''(۵۵)

شیرِ بیشۂ اہل سنت مولانا مفتی حشمت علی خاں کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ ''فقہ اکبر'' کی عبارت
میں ترمیم وتبدیلی اور کتر بیونت کی گئی ہے.....جس کی بنا پر بہت سارے لوگوں کو ٹھوکر لگی اور لگ
رہی ہے.....کیوں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اسی عبارت کے پیشِ نظر ''فتاویٰ گنگوہیہ حصہ
سوم، مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۷ ر پر لکھا ہے کہ:

''حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے.....حضرت امام اعظم
کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے''.....اور حاشیہ میں لکھا کہ ''فقہ اکبر ملا علی
قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے''(۵۶)

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ کے والدین کے کفر کے معاملے میں لوگوں نے ''فقہ اکبر''
کو بنیاد بناتے رہے ہیں.....جن لوگوں نے تحقیق کی زحمت گوارا کی وہ راہ پا گئے.....جن
لوگوں نے ''ما تاعلی الکفر'' والے نسخے پر قناعت کی اور تحقیق کی جستجو نہیں کی.....وہ خود بھی
گرے اور اپنے مقلدوں کو بھی گرایا.....لطف کی بات یہ ہے کہ حضور امام الانبیاء ﷺ کے
والدین کو کافر ومشرک لکھنے والے کوئی ٹھوس دلیل نہیں لاتے ہیں کہ آخر انہوں نے کونسا کفر کیا؟
.....کیا خدائے تعالیٰ کے منکر ہوئے؟.....اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں؟.....خالقِ جہاں کی کسی صفت

سے انکار کیا؟..... کسی نبی و رسول اور پیغمبر کو نہیں مانا؟..... کبھی کسی بت کو پوجا؟ ..... وغیرہم نہیں یہ سب کچھ نہیں لکھتے ہیں..... بس یہ کہہ کر کفر کا پتھر مار دیتے ہیں کہ..... حضرت امام ابوحنیفہ کی کتاب فقہ اکبر میں یہ عبارت ہے..... ملاعلی قاری نے یہ لکھا اور فلاں نے یہ تحریر کیا..... اور مزے کی بات یہ ہے کہ ملاعلی قاری کو بھی اس عبارت پر شک تھا کہ یہ تحریر حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے..... لہذا اس کی تحقیق میں شیر بیشۂ اہل سنت مفتی حشمت علی خاں تحریر کرتے ہیں:

"لا جرم خود ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے الحاقی ہونے پر اشعار فرمایا حیث قال و لیس ھذہ النسخہ فی اصل شارح الصّدر لھذا المیدان لکونہ ظاھراً فی معرض البیان اس لئے کہ انہوں نے فرمایا اور یہ عبارت شارح کے اصل نسخہ فقہ اکبر میں نہیں ہے..... جو اس میدان کے شہسوار ہیں کیوں کہ یہ مضمون مقامِ بیان میں خود ہی ظاہر ہے" (۵۷)

اس سلسلہ میں شیر بیشۂ اہل سنت کی تحقیق شواہد کے اعتبار مضبوط اور پختہ ہے..... سچائی اور عقیدت کے لحاظ سے کفر کی چکی چلانے والوں سے بیزاریت کا اظہار پوری طرح سے عیاں ہے۔

اس مسئلہ میں آپ کا وہی موقف ہے..... جو دیگر علماءِ اہل سنت کا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ مومنہ ہیں..... چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"بیشک اس مسئلہ میں حق و صحیح و صدق و نجیح و صواب رجیح یہی ہے کہ سیّدنا عبداللہ و سیّدتنا آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے..... سیّدنا آدم صفی اللہ و سیّدتنا حوا امّ البشر علیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام تک جن مقدس مردوں کے اصلاب طیبہ میں اور جن مبارک عورتوں کے اَرحام میں حضور اقدس سردار عالم روح مصور و نور مجسم ﷺ کا نور منتقل ہوتا رہا وہ سب کے سب بفضلہ و لرمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ مومن، موحد، صالح، ناجی، جنتی، مفلح گزرے ان میں کوئی مشرک و کافر نہ ہوا" (۵۸)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان کی راہ اتنی منور تھی اور ہے کہ ہمارے محققین اس راہ پر آنکھ کھول کر چلتے..... تو نہ گرتے..... نہ ٹھوکریں لگتیں..... نہ یہ واویلا مچتا..... نہ یہ نفاق کی راہ کھلتی..... نہ یہ کفر و شرک کی دیواریں اٹھتیں..... نہ فضا مسموم ہوتی..... نہ یہ جھگڑے جھمیلے پیدا ہوتے..... ایک ہی شاخ پر چہکنے والے..... ایک ہی بولی بولنے والے..... ایک ہی راہ پر چلنے والے..... ایک ہی گلشن میں پیدا ہونے والے..... ایک ہی باغ میں پلنے اور بڑھنے والے..... ایک ہی قسم کی لوری سننے اور سنانے والے..... الگ الگ شاخوں پر نہیں بیٹھتے..... الگ الگ بولیاں نہیں بولتے..... الگ الگ راہوں پر نہیں چلتے..... ایمان کے گلشن میں کفر کی کاشت نہیں کرتے..... ہمارے ایمان و عقائد کے کھیت میں مینڈھ نہیں پڑتے..... نور کی وادی میں ظلمت کا راج نہیں ہوتا..... ایمان کے ہرے بھرے درختوں پر کفر کے اولے نہیں گرتے..... حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کی ضیاء پر لوگ زبان نہیں کھولتے..... خلیج دن بدن بڑھتی جارہی ہے..... اب تو لوگ تنقید و تنبیہ سے نکل کر دشنام طرازی پر اتر آتے ہیں کہ تم آمنہ کو مومنہ کیوں کہتے ہو؟۔

چوتھا سوال:

علامہ سید احمد طحطاوی (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے کیا لکھا؟

اس تعلق سے مفتی محمد حشمت علی خاں پیلی بھیتی تحریر کرتے ہیں کہ:

"رسالۂ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "منع السفہ الاکبر عن قلب الفقہ الکبر" میں ہے کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ فقرہ علامہ بخاری کے حواشی سے ہے یہ حاشیہ بعض نسخے کے متن میں مندرج ہو گیا جس کے سبب بعض شرّاح کو اشتباہ ہو گیا۔

یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے عبارت مذکور کا تیسرا جواب! جس کا اضافہ حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تعلیقات علی الدر المختار میں ان کلمات سے فرمایا "قال ابن حجر المکی فی فتاواہ والمودفیھا لابی حنیفۃ محمد بن یوسف البخاری لا لِابی حنیفۃ النعمٰن بن ثابت کوفی "یعنی امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ جو اس نسخۂ فقہ اکبر میں ہے ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری کا ہے، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے"(۵۹)

یہ بات جچتی ہے کہ حاشیہ نگار حضرت امام ابوحنیفہ کے ہم نام تھے اور ان کی تحریر مَامَاتَا عَلَی الْکُفْر کے الفاظ کو حضرت امام ابوحنیفہ کی تحریر سمجھ کر شامل کرلیا لیکن مَاتَا علی الکفر یا تو ذہنی اپج ہے یا ایک ما کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا، یا کاتب کی غلطی یا سہو ہے، مولانا سیّد حبیب اللہ قادری کی تحقیق ہے کہ یہ بھول ہے، موصوف کی تحقیق ملاحظہ کیجئے:

مولانا سید حبیب اللہ قادری، سابق صدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ کیا لکھتے ہیں؟

مذکورہ بالا واقعہ کو مولانا سید حبیب اللہ قادری نے بھی تحریر کیا ہے، آپ کی تحقیق ملاحظہ فرمانے سے قبل موصوف کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ لیجئے:

"حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) وحضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) بھی حضور کی بعثت سے پہلے حضرت عبدالمطلب کی طرح ملّت حنیفی پر وفات پاگئے.....اس کے بعد حضور پر ایمان لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.....بعض روایات میں ان کے تعلق سے یہ بھی آیا ہے کہ ان کی قبروں سے اُن کو اُٹھایا گیا.....جب کہ حضور ان کی زیارت کے لئے گئے تھے.....قبروں سے نکل کر یہ آپ پر ایمان لائے (امام سیوطی کے سبع رسائل دائرۃ المعارف (حیدرآباد) میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں.....جن میں ابوین شریفین کے ایمان ونجات کے بارے میں یہ ساری تفصلات پوری تحقیق کے ساتھ ملیں گی"(۶۰)

کلمہ پڑھنے والی امت کے ایک طبقہ کو سمجھانے کے لئے بہت پہلے سے کام ہو رہا ہے.....لیکن ایک وہ طبقہ ہے کہ کسی صورت میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہے.....وہ طبقہ اپنے گرو کے رٹائے ہوئے سبق کو دہرا رہا ہے.....مذکورہ بالا عبارت کو پڑھنے کے بعد اب ذیل کی عبارت بھی پڑھ لیجئے.....جس میں نئے عقیدے کے منچلوں نے دماغ لگائے.....اور دماغ کھپائے.....اور حضر

ت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فقہ اکبر میں سیندھ لگالیے.....اس سیندھ کو آپ نے پہلے ملاحظہ کرلیا ہے لیکن یہاں پر مولانا سید حبیب اللہ قادری کی تحقیق بھی ملاحظہ کرلیجئے تاکہ مزید تفصیل معلوم ہوجائے:

مولانا سید حبیب اللہ قادری کی تحقیق

موصوف لکھتے ہیں:

"ہمارے لئے اب غور طلب امر یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا مسلک کیا ہے؟.....آپ کی کتاب....."فقہ اکبر" میں عبارت ملتی ہے....."وَوَالِدَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْر" رسول خدا ﷺ کے والدین کفر پر مرے (العیاذ باللہ) والدین کریمین کے کفر وانکار کا سوال ہی کیسے پیدا ہوگا جب کہ دورِ نبوت انہوں نے نہیں پایا......اور عبدالمطلب سے پہلے ہی وفات پاگئے.....استاذ محترم حضرۃ العلامہ مولانا ابوالوفاء صاحب افغانی فقیہ جامعہ نظامیہ کے لئے یہ جملہ بڑا ناگوار گزرا.......اور امام اعظم کی طرف اس عبارت کے منسوب کرنے سے انہیں بڑی تشویش ہوئی.....تحقیق شروع کردی.....مدینہ طیبہ کے مکتبۂ شیخ الاسلام سے مراسلت کی جہاں اصل نسخہ محفوظ تھا.....مخطوطہ کا فوٹو منگایا.....(جو احیاء المعارف النعمانیہ واقع جلال کوچہ حیدرآباد میں محفوظ ہے).....مجھے بھی اس کی زیارت نصیب ہوئی ہے.....اصلاً کتاب کا فوٹو دیکھا تو "مَاتَا" کے اوپر اور ایک "مَا" کا اضافہ پایا جو نفی کا کلمہ ہے.....اب تو قطعی تصفیہ ہی ہوگیا کہ وہ دونوں کفر پر وفات نہیں پائے۔

کتاب نقل کرتے وقت کاتب صاحب کی کارگزاری سے علم نہ ہونے کے باوجود خلل در معقول ہوجانے سے فتنہ اٹھا ہے....."نقل نویس را عقل نباشد" مشہور مقولہ ہے"۔

اس سلسلہ میں آگے کی عبارت کے تسلسل کے درمیان راقم محمد ادریس رضوی یہ کہتا ہے کہ یہ باتیں بھی تحقیق سے تعلق رکھتی ہیں.....اور شاید اب تو تحقیق بھی مشکل ہوجائے گی کہ یہ صرف کاتب کی غلطی سے ایسا ہوا ہے یا کاتب کا معاون ومددگار کوئی اور بھی تھا؟.....کیوں کہ بو

کتاب میں ایک ہی جگہ غلطی کیسے ہوگئی؟.....اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو گمان یہی ہوتا ہے کہ.....ضرور کوئی کاتب کی پشت پناہی کر رہا تھا..... کتابت کے بعد نظرِ ثانی کے لئے اگر کسی خوش عقیدہ کے پاس جاتی تو یہ نوبت نہیں آتی.....بہرحال درمیان میں ایک بات آگئی جسے اس ناچیز نے لکھ دیا ہے..... محقق کی تحقیق سے راقم کو کوئی اختلاف نہیں ہے.....بلکہ اتنی عمدہ تحقیق اور حقیقتِ حال عیاں کرنے کے لئے راقم ان کو مبارک باد پیش کرتا ہے.....لوگ کہتے ہیں کہ یہ اختلاف ہے لیکن موصوف نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ ایک لفظ ''مــا'' ہٹا دینے سے یہ فتنہ اٹھا ہے.....اس سلسلہ میں موصوف کی آگے کی عبارت پڑھئے

''اُس نامعقول نے دو ''ما'' میں سے ایک ''ما'' کو شاید زائد سمجھ کر نکال دیا.....پھر کیا تھا تمام نقول میں نقل در نقل ہوتے وقت اور پھر اس کے تراجم و شروح سے یہ غلطی پھیلتی گئی اور عالم اسلام میں یہ ہنگامہ برپا ہوگیا اور کسی کو اصل کتاب کی طرف رجوع کرنے کی توفیق نہیں ہوئی....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیے جانے پر علماء خصوصاً احناف گردن جھکا دیئے....دیوبندی جو عملاً حنفی اور عقیدتاً وہابی اسی غلطی پر اعتقاد واثق رکھتے ہیں....مگر علمائے اہل سنت اسے بدعقیدگی سمجھتے ہیں....طباعت سے پہلے اگر تصحیح ہوجاتی تو یہ نوبت نہ آنے پاتی....وہابیہ کو اس سے کیا سروکار ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کیا قول ہے اور شوافع کیا کہتے ہیں؟....وہ تو غیر مقلد ہیں...کسی امام کو نہیں مانتے...پھر بھی وہ ایسی ساری باتیں اپنا لیتے ہیں جو حضور ﷺ کی کسرِ شان کا موجب ہو یا جن سے اہلبیت اور بزرگانِ دین کی اہانت و توہین لازم آتی ہو.....یہ بھی اس صدی کا بڑا المیہ ہے کہ حضرت عبداللہ کی قبر شریف جو پندرہ سو سال سے مدینہ طیبہ میں موجود تھی سعودیوں نے راتوں رات غائب کرائی اور مٹائی... یہودی ہوتے بھی تو ایسا نہیں کرتے.... بس چلے تو سعودی مزار اقدس کو بھی مٹا دیں اور گنبد شریف کو ڈھا دیں کیوں کہ وہ تو اسے صنم اکبر کہتے چلے آئے ہیں...معاذ اللہ! حضرت آمنہ کی قبر شریف مدینہ طیبہ سے قریب مقام ''ابوا'' میں واقع ہے....جہاں زیارات کے لئے جانے سے روکا جاتا ہے...کیا

عجب کہ آئندہ اسے بھی غائب کر دیا جائے....''صفائی بتدریج حال کُنی'' کے اصول پر یہ اپنا مشن آگے بڑھا رہے ہیں....اور ہمارا احساس ایسا ختم ہوگیا ہے کہ اِن کے تقدس کے ڈنکے یہاں بجائے جائے رہے ہیں اور ہم عقیدت سے سن رہے ہیں'' (٦١)

وقت آگیا ہے کہ اسی طرح سے دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کہہ کر دونوں کو الگ الگ اپنے اپنے مقام پر رکھا جائے.....دونوں کو مخلوط نہ ہونے دیا جائے.....یہ نہ کہا جائے کہ دونوں رکیک ہیں.....دونوں پینے کے کام آتے ہیں.....دونوں سیراب کرتے ہیں.....مخلوط ہونے کی صورت میں دودھ کا نقصان ہے.....اس کی اصل طاقت ٹوٹ جاتی اور صفت بدل جاتی ہے.....دودھ کے سر پر بدنامی کا ٹیکہ لگتا ہے..... پانی کی آمیزش سے اس میں جم کر دہی بننے کی طاقت منتشر ہوجاتی ہے.....جس طرح سے پانی دودھ میں مل کر دودھ کی ساری خوبیوں کو برباد کر دیتا ہے.....اسی طرح سے اچھے خیالات میں واہی تباہی والے خیالات مل کر اچھے خیالات کو برباد کر دیتے ہیں.....تو ایمان کا پودا سوکھ جاتا ہے.....اور لگانے والے اس جگہ پر بے ایمانی کے درخت لگا دیتے ہیں.....جن کی چھاؤں میں بے سروپا کی باتیں جنم لیتی ہیں.....پھر انہیں باتوں کو ایمان کا جز سمجھا جانے لگتا ہے.....جیسا کہ مَاتَا عَلَى الْكُفْر کو ایک طبقہ نے ایمان کا جز سمجھ کر اس کی تشہیر کرتا ہے.....جو سراسر غلط ہے۔

ہر فرقہ.....ہر گروہ.....ہر تحریک.....ہر پارٹی کا اپنا منشور ہے.....مقصد ہے.....مشن ہے.....وہ گروہ اسی منشور، مقصد اور مشن کے تحت کام کرتا ہے.....سنّی.....شیعہ.....وہابی.....تبلیغی.....دیوبندی.....نیچری.....قادیانی.....چکرالوی.....خاکساری.....وغیرہم.....سب کا اپنا منشور ہے....مشن ہے.....پلان ہے.....مقصد ہے.....وہ اسی میں لگے ہوئے ہیں.....اور اب تو دنیا کے عام لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس کا مقصد کیا ہے.....کون عظمت رسول ﷺ کا علم بلند کرنے کی جہد کرتا ہے....اور کون اس علم کو سرنگوں کرنے کی سعی میں طاقت و قوت اور دولت صرف کرتا ہے.....لیکن ان کو من چاہا پھل نہیں ملتا ہے.....اگر ایسا ہوتا تو ابرہہ کعبہ شریف کو مسمار کرنے میں کامیاب ہوجاتا..... لیکن نہیں ہوا.....کیوں نہیں ہوا؟.....مشیت کو منظور نہیں تھا.....باطل

طوفان اٹھاتے رہتے ہیں.....حق اس طوفا سے نبرد آزما ہوتا رہتا ہے۔

مولانا سید حبیب اللہ قادری صاحب نے تحریر کیا ہے کہ ’’حضرت آمنہ کی قبر شریف مدینہ طیبہ سے قریب مقام ’’ابوا‘‘ میں واقع ہے..... جہاں زیارات کے لئے جانے سے روکا جاتا ہے..... کیا عجب کہ آئندہ اسے بھی غائب کردیا جائے‘‘۔

موصوف کا یہ شک سچ ہوا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر عجب نہیں کہ غائب کردیا جائے، اور غائب کردی گئی.....اُس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔

طبقات ابن سعد کی روشنی میں ایک سوال؟

سوال۔طبقات ابن سعد میں ہے کہ:

’’عمرہ حدیبیہ میں جب رسول اللہ ﷺ مقام ’’ابوا‘‘ میں پہنچے تو فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی ہے۔

قبر کے پاس آنحضرت ﷺ آئے اس کو درست کیا، صفائی ستھرائی کی اور روئے، مسلمان بھی آپ کے رونے پر رونے لگے، جب اس بارے میں رسول اللہ سے عرض کیا گیا تو فرمایا۔

مجھ پر ان کی رحمت و محبت چھا گئی تو میں رویا۔

قاسم کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) اجازت چاہی تو مل گئی مگر ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی تو قبول نہ ہوئی‘‘ (۶۲)

جواب۔غور طلب بات ہے کہ جب مغفرت کی درخواست قبول نہیں ہوئی تو حضور ﷺ نے قبر کو درست اور اس کی صفائی ستھرائی کیوں کی؟ کیا کافرہ اور مشرکہ کی قبر کی صفائی اور ستھرائی جائز ہے؟ لیجئے تفصیلی جواب ملاحظہ کیجئے: علامہ احمد یار خاں نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

’’مشکوۃ زیارت القبور کی حدیث وہ کہ حضور علیہ السلام کو آمنہ خاتون کے قبر کی زیارت کی اجازت ملی، نہ کہ استغفار کی، اگر وہ کافرہ ہوتیں تو زیارت قبر کی نہ ملتی قرآن کریم فرما

تا ہے وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ. جس سے معلوم ہوا کہ کفار کے قبر کی زیارت منع ہے، رہا استغفار کی اجازت نہ ملنا وہ اس لیے نہیں کہ وہ کافرہ تھیں بلکہ اس لئے کہ وہ بے گناہ ہیں، گنہگار تو وہ ہو جس کو شرعی احکام پہنچیں اور وہ ان کی مخالفت کرے، ان تک شریعت کے احکام پہنچے ہی نہیں، جس طرح کہ بچوں کی نماز جنازہ میں دعا مغفرت نہیں ہوتی، رہا حضور کا گریہ فرمانا وہ محبت فرزندی کے جوش سے ہے کہ آج وہ زندہ ہوتیں تو ہماری اس شان کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی فرماتیں‘‘ (۶۳)

مولانا سید شاہ صغیر احمد نقشبندی جامعہ نظامیہ کیا لکھتے ہیں؟

حضور سرور انبیا ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے تعلق سے شاہ صغیر احمد نقشبندی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے:

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہمارے نبی ﷺ تک کا زمانہ چھ سو سال (۶۰۰) کا زمانہ ’’زمانہ فترت‘‘ کہلاتا ہے...قانونِ خدا بھی ہے کسی زمانہ کو اللہ نے بندگانِ خدا سے خالی نہیں چھوڑا...حدیث صحیح ہے..... حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے...نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہیں رہی. جن کے سبب اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا رہا...انہی بندگانِ خدا میں سے آپ ﷺ کے والدین ہیں...اور مزید یہ کہ والدین کو زندہ کرکے ایمان کے شرف سے نوازا...حدیث پاک میں ہے.....حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں..... حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ آخری حج کیا.....اور آپ ﷺ مقام حجون کی گھاٹی سے نہایت غمزدہ حالت میں تشریف لاکر میرے پاس گزرے...اور پھر آپ ﷺ نیچے اُتر کر طویل عرصہ تک قیام پذیر رہے.....اور پھر وہاں سے لوٹ کر میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نہایت خوش تھے..میں نے آپ ﷺ سے خوشی کے متعلق دریافت کیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے والدین کریمین کی قبر پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ان کو زندہ کر
نے کی دعا کی.... اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لے آئے... پھر
اللہ تعالیٰ نے انہیں بلا لیا..... اور مزید والدین کریمین کی حضور ﷺ شفاعت فرمائیں
گے..... یہ شفاعت اعزازی ہوگی'' (۶۴)

مولانا سید شاہ صغیر احمد نقشبندی نے اپنی تحقیق میں مقام ''حجون'' تحریر فرمایا ہے لیکن حجون مکۃ
المکرمہ میں ہے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنھا کی تربت مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے درمیان
''ابوا'' ہے ''حجون'' کی روایت کو اور لوگوں نے لکھا ہے، طبقات ابن سعد نے بھی اس روایت کو
نقل کیا ہے لیکن پھر اس کی نفی کردی ہے۔

ابوا شریف کے حالات

ابوا شریف وہ مقام ہے جہاں حضور سردار انبیا ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ
عنھا کا مزار تھا.... ساڑھے چودہ سو سال تک تھا..... اتنے لمبے عرصے کے بعد شرک و بدعت کا
بھوت بیدار ہوا..... اور کہنے لگا کہ مزارات بنانا اور زیارت پر جانا شرک و بدعت ہے..... اس نئی
آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے عرصے میں سب کے سب جاہل تھے..... کوئی عالم و مولوی
اور اسلام کے جاننے والے نہیں تھے..... اب اسلام کے احکامات کا جاننے والا آیا ہے..... جو
ظاہر اسلام کی باتیں کرتا ہے لیکن حقیقت میں اسلام کا دشمن ہے..... وہ آیا اور سارے آثار کو توڑ
پھوڑ کر برباد کر دیا..... بہر حال ابوا شریف میں رسول اللہ ﷺ کی ماں کی تربت کی زیارت علامہ
احمد یار خاں نعیمی نے ۱۹۶۴ء میں کی اور اسے سفرنامہ کی صورت میں تحریر کیا..... ملاحظہ کیا کیجئے کہ
''ابوا'' کہاں پر ہے اور حضور ﷺ کی والدہ کی قبر کی حالت کیا ہے..... لیکن ذہن نشین کر لیجئے کہ
اب مزار نہیں ہے:

''مدینہ منورہ سے ۲۰۸ کیلومیٹر کے فاصلہ پر جانب مکّہ معظمہ ''مستورہ'' منزل ہے... وہا
ں سے ایک رہبر لینا پڑتا ہے... پھر مدینہ منورہ کی طرف چار کیلو میٹر واپس آکر ''ابوا''

کی طرف ریگستان میں چل پڑتے ہیں... جو بالکل مشرق کی طرف ہے ''ابوا'' یہاں
سے تیس کیلو (عربی میل) کے فاصلہ پر ہے... اس خاص جگہ بہت ہی چھوٹی پہاڑیاں
ہیں ... بالکل سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر حضرت طیبہ طاہرہ آمنہ خاتون کا مزار پر
انوار ہے... پہاڑی بہت اونچی نہیں... دس پندرہ منٹ میں اوپر پہنچ جاتے ہیں... اس مزا
ر شریف میں نہایت شاندار قبہ اور برابر میں مسجد تھی..... یہ دونوں عمارتیں نجدیوں نے گرا
دیں..... پھر اہل مکّہ نے وہاں بنوا دیں..... پھر نجدیوں نے گرا دیں..... قبر شریف بھی
اکھیڑ دی ہے... اب لوگوں نے قبر شریف پر پتھر چُن دیئے ہیں... اردگرد پتھروں کی چہا
ر دیواری بنادی ہے... اس علاقہ میں پانی قطعاً نہیں..... لوگ پانی کا انتظام کر کے جا
تے ہیں..... اس جگہ انوار کی بارش اور رونق اس قدر ہے کہ بیان نہیں کی سکتی. قبر انور
میں ایسی کشش ہے کہ سبحان اللہ! سخت سے سخت دل بھی وہاں چیخیں مار کر رونے لگتا ہے
.... یہاں سے قریباً تین میل فاصلہ پر بستی ''ابوا'' ہے..... جہاں بکثرت سبزیاں، باغات
ہیں... یہاں کی سبزیاں مدینہ منورہ ٹرک کے ذریعہ روزانہ آتی ہیں.. یہ وہی جگہ ہے....
جہاں جناب آمنہ خاتون رضی اللہ عنھا اپنے ننھیال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جا رہی تھیں
کہ یہاں پہنچ کر سخت بیمار ہوگئیں..... حضور اکرم ﷺ اس وقت پانچ سالہ نونہال تھے...
آپ ساتھ تھے مدہوش والدہ کا سر شریف حضور ﷺ اپنے دست اقدس سے دباتے جا
تے تھے.... اور روتے جاتے تھے..... جناب آمنہ کے رخسار پر آپ کے آنسو گرے...
آنکھیں کھول دیں اپنے دوپٹہ کے گوشہ سے حضور ﷺ کی آنکھیں پونچھیں اور چند اشعا
ر حسرت آمیز فرمائے جن میں حضور ﷺ کی ظاہری بے کسی پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا
کہ آپ کے سر پر یتیمی کا سہرا تو پیدائش سے پہلے سے بندھ چکا تھا..... اب میری گود بھی
ان سے چھوٹ رہی ہے... اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی... اور اس جگہ دفن کر دی
گئیں..... اس خطۂ زمین پر ہماری جانیں فدا..... دل قربان... فقیر نے آپ کی قبر انور کی
خاک آنکھوں میں، چہرہ پر خوب لگائی، دل چاہتا تھا... اسی آستانہ کا مجاور فقیر بن کر بیٹھ

جاؤں....اللہ تعالیٰ پھر حاضری نصیب کرے ...مَیں ہر حاجی کو وصیت کرتا ہوں کہ اس جگہ شریف کی زیارت ضرور کرے.....کچھ خرچ اور تکلیف کی بالکل پرواہ نہ کرے‘‘

(۶۵)

مزارِ حضرت آمنہ خاتون پر شاندار قبہ نہ جانے کتنی صدیاں پیشتر سے بنا تھا.....اس کے تیئں نہ کسی عالم و مفتی نے فتویٰ نہیں دیا کہ اسے توڑ دو.....نہ کسی بادشاہ نے اسے توڑا.....لیکن وہابی حکومت قائم ہوتے ہی مزارات کو مٹانے کا سلسلہ شروع ہو گیا..... پہلے جنت المعلّٰی، پھر جنت البقیع میں صحابہ کرام کے مزارات توڑے گئے.....حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار حرمین سے دور تھا اس لئے بچا رہا.....لیکن وہابی حکومت نے اسے بھی نہیں بخشا.....اور توڑ دیا گیا.....مزار کے ساتھ وہاں بنی شاندار مسجد کو بھی مسمار کر کے توحید کا پرچم بلند کر دیا..... پہلے قبر کو اکھیڑا پھر زیارت سے روکا پھر مزار کو ہی غائب کر دیا۔

حضرت آمنہ کی قبر کی زیارت سے پہلے روکا گیا

پہلے حضرت آمنہ کی قبر کی زیارت کو جانے والوں کو بڑی عقل مندی سے روکا گیا.....چونکہ زیارت کو جانے والے کی اکثریت عقیدت مند حجاج کرام کی ہوتی تھی.....ان کو وہاں جانے کے لئے حکومت نے ایسی شرط رکھی کہ حجاج مزار کے قریب جا کر واپس آ جاتے تھے.....لیکن فاتحہ پڑھنا اور زیارت کرنا نصیب نہیں ہوتا تھا.....اثر و رسوخ اور ہمت والے کو ہی زیارت نصیب ہوتی تھی.....وہاں کی حاضری کتنی کٹھن تھی.....اس تعلق سے علامہ احمد یار خاں نعیمی اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں:

’’بہر حال میں مولانا فضل الرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا.....اور طے ہوا کہ ہم اور وہ دونوں ہی اس سفر میں ہمراہ رہیں....خیر پانی، کھانے وغیرہ کا انتظام کر کے بعد نماز عصر ’’ابوا شریف‘‘ روانہ ہو گئے...باب العنبری پر صالح سعید صاحب کی ڈیوٹی تھی...انہوں نے غلام حیدر الحیدری صاحب معلم کے دیئے ہوئے اجازت نامہ پر اپنا اجازت

نامہ بھی لکھ دیا...اور ہم روانہ ہو گئے...بیر علی کے آگے بیر ارار جا پہنچے...نجدی حکومت نے ہم کو روک دیا اور کہا کہ تم نہیں جا سکتے تاوقتیکہ ادارۃ الحج کا اجازت نامہ نہ لاؤ.....سخت مایوسی ہوئی....پھر مدینہ پاک واپس ہوئے...ہم نے تو باب عنبری پر نماز مغرب پڑھی اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب ادارۃ الحج کے دفتر میں تشریف لے گئے....قریباً آدھا گھنٹہ میں اجازت نامہ لے کر تشریف لے آئے اور ہماری دونوں کاریں روانہ ہو گئیں‘‘

(۶۶)

حضرت علامہ احمد یار خاں نعیمی خوش نصیب تھے کہ ان کے ساتھ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدینہ منورہ کے باشندہ ساتھ تھے......جنہوں نے ادارۃ الحج کا اجازت نامہ حاصل کر لیا.....عام زائرین تو اکتا کر واپس چلا جائے گا......غور طلب بات ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربت کی زیارت کے لئے اتنی کڑی شرط کیوں رکھی گئی تھی؟......اس لئے کے اتنی کڑی شرط کو لوگ نہ پوری کر سکیں گے اور آہستہ آہستہ کم ہو جائیں گے.....اور ایسا ہی ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے والد کی نعش تر و تازہ

ایک بزرگ سید عبد الغفور رضوی صاحب کے والدین ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ کے رہنے والے تھے.....موصوف کے والد ترکی حکومت کی جانب سے عرب فوجیوں کو عسکری تربیت دینے کے لیے مدینہ منورہ میں رہتے تھے.....وہاں کے مقام ’’قبا‘‘ میں سید عبد الغفور رضوی صاحب کی پیدائش ہوئی.....واقعہ بہت طویل ہے ان سب باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اتنی بات عرض کر دوں کے موصوف کے والدین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے مرید تھے.....موصوف بھی اعلیٰ حضرت کے مرید و خلیفہ ہیں اور ’’شیخوپورہ‘‘ پاکستان میں قیام پذیر ہیں .....موصوف سے لطیف مصور صاحب نے جو گفتگو کی تو گفتگو کے درمیان رضوی صاحب اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے کئی واقعات بتائیے.....ان واقعات میں ایک واقعہ ذیل کا بھی ہے.

.....جسے پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے:

"۱۹۷۱ء میں مسجد نبوی کی توسیع کے موقع پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ اور چند صحابہ کرام کے اجسام اطہر کو ان کی قبروں سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنا تھا، اس موقع پر دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے سربراہان اور نمائندوں کو سعودی حکومت نے مدعو کیا تھا، ان معزز مہمانوں میں ابوظہبی کے حکمران شیخ زید سلطان النہیان بھی شامل تھے، حضرت رضوی صاحب کو ان کے ملازمین کے ہمراہ سعودی جانے کا موقعہ مل گیا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ اور سات صحابہ کرام کی قبریں کھول کر ان کے اجسام پاک سٹریچروں پر رکھے گئے جن پر قالین بچھے ہوئے تھے، تمام مبارک میتوں سے خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں، سب کے چہرہ ہائے اقدس تروتازہ اور کفن صاف ستھرے تھے، کچھ صحابہ کرام کی داڑھیاں کالی اور بعض کی سفید تھیں۔ جن صحابہ کرام کی مبارک میتیں رضوی صاحب کو قریب سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں، جو کہ رضوی صاحب نے سٹریچروں پر لگی تختیوں سے پڑھے، حضرت مالک بن ثنائی۔ حضرت عمر بن ربی اور حضرت سعد بن وقاص، ان تمام ہستیوں کے چہرے تروتازہ اور پُر جمال تھے، میرے پوچھنے پر رضوی صاحب نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ کا چہرہ اقدس انتہائی خوبصورت، پُرجلال اور بالکل زندوں کی طرح تروتازہ تھا، ان کا رنگ صاف، چہرے پر داڑھی کی روئیدگی کا آغاز بھنویں سیاہ اور گھنی تھیں، میت پاک سے مسحور کن خوشبو اٹھ رہی تھی، رضوی صاحب نے بازو کو چھوا تو اس میں گداز تھا۔

مضمون کے اختتام پر جناب لطیف مصور صاحب نے لکھا ہے: یہ مضمون پڑھنے کے بعد ممکن ہے کہ بعض قارئین کے ذہن میں کچھ سوال ابھریں، تحقیق اور تلاش کا دروازہ کھلا ہوا ہے" (۶۷)

سوال یہی ابھر سکتا ہے کہ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر جب "ابوا" میں تھی تو پھر آپ کی میت مدینہ منورہ میں کیسے نکالی گئی؟ لیکن تاریخ اور چشم دید گواہ کی گواہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ والد گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر مدینہ کے "محلہ عبداللہ" میں تھی، ہو سکتا ہے کہ 'ابوا' سے مدینہ میں منتقل کی گئی ہو یا شروع سے مدینہ میں

رہی ہو اور ۱۹۷۱ء بعد "ابوا" میں منتقل کی گئی ہو، تاریخ طبقات ابن سعد سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے، لکھا ہے:

"رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے پاس تھے، چھ سال کے ہوئے تو آنحضرت ﷺ کو مدینے.....آپ کے ننھیال بنی عدی ابن النجار میں لے کر چلیں کہ ان سے مل لیں.....ساتھ میں امّ ایمن تھیں جو آپ کو کھلانے والی تھیں.....دو اونٹ سواری میں تھے۔ نابغہ کے گھر آنحضرت ﷺ کو لے کر اتریں اور ایک مہینے تک انہیں لوگوں میں رہیں.....وہاں ٹھہرنے کے دوران میں جو باتیں پیش آئی تھیں.....رسول اللہ ﷺ ان کو یاد کر کے بیان کیا کرتے تھے.....بنی عدی بن النجار کا اطم (مربع گھر) دیکھا تو پہچان لیا اور فرمایا۔

میں اس محل پر انصار کی ایک لڑکی انیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور اپنے ننھیالی لڑکوں کے ساتھ ہم ایک چڑیا کو اُڑایا کرتے تھے.....جو اس گھر پر آ کے بیٹھا کرتی تھی۔

گھر کو دیکھ کر فرمایا۔

میری ماں مجھے لے کر یہیں اتری تھیں اور اسی گھر میں میرے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر ہے.....بنی عدی بن النجار کے حوض میں مَیں نے اچھی طرح سے تیرا کی سیکھ لی تھی" (۶۸)

مذکورہ بالا بات کی تائید حضرت علامہ احمد یار خاں نعیمی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے.....آپ اپنے سفرنامہ حج ۱۹۵۴ء کی ۔۳۰ راگست ۱۹۵۴ء مطابق ۳۰ رذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم دوشنبہ کی روداد میں لکھتے ہیں:

"قبر سیدنا عبداللہ والد ماجد نبی کریم ﷺ یہ باب السلام سے غربی جانب ایک محلّہ عبداللہ میں واقع ہے.....بڑی عالی شان عمارت میں قبر شریف ہے.....جس کے دروازے پر فارسی زبان میں قطعات اور آپ کا اسم شریف کندہ ہے.....مگر نجدیوں نے اس دروازے کو ایسا بند کیا ہے.....کہ کوئی قبر شریف دیکھ نہیں سکتا" (۶۹)

مذکورہ تینوں حوالوں سے واضح ہوگیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر مدینہ میں تھی
.....۱۹۷۱ء میں وہاں سے منتقل کر کے آپ کو کہاں دفن کیا گیا یہ نہ معلوم ہوسکا.....بہر حال یہ
ایمان افروز واقعہ ہے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
جسم یوں ہی تروتازہ تھا.....اب اسی کی روشنی پھر یہ سوال اُبھرتا ہے کہ کیا کافر و مشرک کی نعش بھی
اتنے عرصے تک تروتازہ رہتی ہے؟.....سوال اہم ہے فیصلہ قارئین کرام کریں۔

جن کے کان بہرے ہوگئے.....آنکھیں اندھی ہوگئیں.....دل مردہ ہوگیا.....خیالات منتشر
ہوگئے.....ذہن میں اُلٹی سوچ نے قدم جمالیا.....تو وہ اُلٹی راہ پر چلنے لگے.....سیدھا کو الٹا اور
الٹا کو سیدھا کر کے شور مچانے لگے.....ہم نے جہالت کی آنکھیں پھوڑ دیں.....جہالت کے
آثار کو مٹا دیئے.....جہالت کے بام و در کو گرا دیئے.....توحید کے پرچم کو بلند کر دیا.....مشرکوں
اور بدعتیوں کو مار بھگایا.....کھلے عام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات کو شہید
کر دیا.....حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر جانے والے زائرین پر پابندی لگا دی.....

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری..... پابندی کا حال اشارے کی زبان میں لکھتے ہیں:

''اِس ساحلی سڑک پر سفر کرتے ہوئے ہم جلدی ہی ''مستورہ'' نامی بستی کے اڈہ پر پہنچ گئے.....
مستورہ سے کوئی پچیس (۲۵) کیلومیٹر دُور جانبِ مشرق صحرائی علاقے میں ایک پہاڑی کو یہ شر
ف حاصل ہے کہ وہاں نبی محتشم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا اور رضی
تعالیٰ عنہا آسودۂ خاک ہیں.......عام زائرین کو آج کل اس متبرک مقام پر حاضری کا موقع
نہیں ملتا.....ہم نے دور ہی سے سلامِ نیاز پیش کیا اور بدر شریف کی طرف اپنا سفر جاری رکھا''
(۷۰)

جانے والوں کو روک دیا.....ضد کرنے والوں کی ڈنڈے سے خبر لی.....لیکن عاشق نہ ماننے
والے تھے نہ مانے.....رات کی ظلمت کا سینہ چیر کر.....صحرا کی وسعتوں کو پھلانگ کر.....حاکموں
کے خوف کو پی کر.....محبت کا علم لے کر جانے والے جاتے رہے.....فاتحہ پڑھتے رہے.....

نذرانۂ عقیدت پیش کرتے رہے.....سلام پڑھ کر زبان حال سے زائرین کہتے رہے.....یہ
رسول اللہ ﷺ کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ماں کی تربت ہے.....شہنشاہ بطحا ﷺ کی
ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا روضہ ہے.....معراج کے دولہا محمد عربی ﷺ کی ماں حضرت
آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے.....وہاں زائرین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی تھیں.....ان کے دل کو
سکون ملتا تھا.....ایک گیا.....راستہ دیکھ لیا.....دوسرے کو لے گیا.....دوسرے نے تیسرے کو
بتا دیا..... پابندی لگانے کے بعد بھی.....آنے جانے کا سلسلہ ٹوٹا نہیں ہے.....جانے والے
مانتے نہیں ہیں.....اچھا ایسا کرو کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری.....یہ جہالت کی نشانی ہے..
...آج کے جہلا مانتے نہیں ہیں.....اسے بھی گرا دو.....زمین بوس کر دو.....توڑ دو.....مسمار کر دو
.....اور آخر کار وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے.....کون کامیاب ہوئے؟.....الٹی سوچ
والے۔

یہ تو حال کی بات ہے.....ذرا ماضی میں پلٹیے.....اور پلٹ کر جنت البقیع میں چلیے.....کسی صحابی
اور صحابیات کی تربت کے نشانات نہیں ملیں گے.....ان کے معتقد خوش ہیں کہ ہمارے امام نے
بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے.....لیکن انہیں میں کچھ حساس لوگ بھی ہیں.....وہ جب جنت البقیع
میں پہنچے تو لکھنے پر مجبور ہوگئے:

اُن کے ماننے والے اُن کو کیا کہتے ہیں؟

''.....جنت البقیع کوئی آٹھ ایکڑ رقبہ میں پھیلا ہوگا.....چاروں طرف چار ساڑھے چار فٹ کی
فصیل ہے...ایک ہی دروازہ ہے...اس دروازہ پر ایک سپاہی کھڑا رہتا ہے.....کئی لوگ باہر
زائرین کے انتظار میں رہتے اور کوئی معاوضہ طے کئے بغیر انعام کی توقع پر ساتھ ہو جاتے
ہیں.....وہ ڈھیریوں کی نشاندہی کرتے ہیں.....جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کونسی قبر کس وجود
مبارک کی ہے؟..یہاں کوئی پھول والا نہیں...کوئی مشکیزہ نہیں...شمع و گل ناپید ہیں.....جنت

المعلی کا حال بھی یہی تھا.....بلکہ وہاں بے اعتنائی کچھ زیادہ ہے....لیکن جنت البقیع جو خاندا
نِ رسالت ﷺ کے دوتہائی افراد کا مدفن ..شروع اسلام کے درخشندہ چہروں کی آخری آرام
گاہ....اوراَن گنت شہدائے اسلام.....صلحائے امّت .....اوراکابر دین کے سفر آخرت کی
منزل ہے....ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون کھول اُٹھتا ہے....دامن چاک کرنے
کا حوصلہ نہیں...کلاہِ سلطانی تک رسائی نہیں...اپنا گریباں چاک کرنے سے فائدہ نہیں..عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا تھا: ''عرب والے سرکش اونٹ ہیں.....جن کی مہار میرے
ہاتھ میں دی گئی ہے...لیکن میں ان کو راستہ پر چلا کے چھوڑوں گا''۔

جنت البقیع میں کوئی عرب نہیں آتا.....اصل عرب قبروں میں سوئے ہوئے ہیں اور وہی صحیح
عرب تھے..جن کے لئے قرآن اُترا تھا...اب وہاں ہم سے عجمی جاتے ہیں اور ایک ایسے
منظر سے واسطہ پڑتا ہے کہ دل بیٹھ جاتا ہے.....ان عربوں کا طرہ کیا ہے.....یہی کہ ان کے
خطہ میں کعبہ ہے اور مدینۃ النبی ﷺ واقع ہیں....ان کے دامن میں جبل نور....جبکہ رحمت
...جبل صفا....اور جبل احد ہیں...ان کے راستے رسول اللہ کے قدموں سے مستفیض ہیں.....
اُن کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کا خطاب کیا.....آخری نبی ﷺ ان میں مبعوث فرمایا
.....نوّے فیصد تاریخ اسلام اُن کی آغوش میں استراحت کر رہی ہے.....لیکن اُن یادگاروں
کے محفوظ کرنے سے انہیں شرع روکتی ہے...مگر اُن کے اپنے وجود لفظی و معنوی سے ماورئی
ہے انہیں ذرہ برابر احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں.......رسول مقبول ﷺ کے
لخت پارے ہیں.....اُن کی نورِ نظر اور نورِ نظر کے چشم و چراغ ہیں.....چچا ہیں.....چچا کے
کے بیٹے ہیں.....امت کی مائیں ہیں.......جنت کی شہزادیاں ہیں.......امام ہیں.....ذوالنور
ین ہیں.....شہدا ہیں.....اولیا ہیں.....فقہا ہیں.....علما ہیں.....حکما ہیں.....حلیمہ سعدیہ ہیں..
...لیکن عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے اور محل بنائے جا رہے ہیں''۔(۱۷)

یہ تڑپا دینے والی.....بلکا دینے والی.....رُلا دینے والی.....دل میں طوفان پیدا کر دینے والی.....

آنکھوں کو چھلکا دینے والی.....جسم میں کپکپی پیدا کر دینے والی تحریر کس کی ہے؟.....دیو بندی مکتبہ
فکر کے ایک عالم.....ایک دانشور.....ایک مفکر.....ایک صحافی آغا شورش کاشمیری کی ہے.....
ایسی تحریر اگر کوئی سنی لکھتا تو اسے بدعتی.....مشرک.....قبر پوجوا کہہ کر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا.....لیکن
یہاں سب خاموش ہیں.....سب حیرت زدہ ہیں.....سب پر سکتہ طاری ہے.....شورش نے کیا
لکھ دیا؟.....اس کو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے.....کچھ بول نہیں سکتے.....کیوں بھائی؟.....اس لئے کہ یہ
اپنا ہے.....لوگ فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں کہ اس تحریر کو سراہا جائے یا کوسا جائے؟.....سچ کہیں گے
تو دنیا چڑھ بیٹھے گی کہ ابھی تک خاموش کیوں تھے؟.....اور باطل کہیں گے تو اپنا ہی دامن چاک
ہوگا.....بہتر ہے خاموش رہو۔

☆☆☆

مراجع ومصادر اور حوالے

(۱) علامہ احمد یار خاں نعیمی............تفسیر نعیمی، جلد اوّل............صفحہ ۶۴۸

(۲) مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ بخاری شریف

(۳) اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت الشاہ احمد رضا بریلوی........فضیلتِ نسب............صفحہ ۱۱-۱۲

(۴) پیر محمد کرم شاہ ازہری............تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم............صفحہ ۶۷۲

(۵) کنز الایمان

(۶) مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری............تفسیر ضیاء القران............جلد پنجم

(۷) حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی........تفسیر نور العرفان............صفحہ ۹۹۴

(۸) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا بریلوی.......فضیلت نسب............صفحہ ۱۷

(۹) حافظ قاضی عبد الرزّاق چشتی۔تذکرۃ الانبیاء۔صفحہ 518۔ناشر رضوی کتاب گھر جامع مسجد دہلی ۶

(۱۰) علامہ غلام رسول سعیدی............شرح صحیح مسلم............جلد سادس، صفحہ نمبر ۶۷۴

(۱۱) علامہ محمد بن سعد التوفی ۲۳۰ھ.....طبقات ابن سعد۔حصہ اول، صفحہ ۵۲۔حافظی بکڈپو دیوبند

(۱۲) شاہ محمد رکن الدین الوری..........نور سے ظہور تک۔صفحہ ۴۷.......ناشر رضا اکیڈمی ممبئی ۹

(۱۳) شاہ محمد رکن الدین الوری.........نور سے ظہور تک۔صفحہ۔۵۱.........ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

(۱۴) امام عبدالرحمن بن عبدالسلام، ترجمہ! علامہ منشا تابش قصوری...نزہۃ المجالس ،جلد دوم ۔صفحہ ۳۶۴.........ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

(۱۵) سوامی لکشمن پرشاد.......................عرب کا چاند.......................صفحہ۔۶۱

(۱۶) علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ.....طبقات ابن سعد۔حصہ اول، صفحہ ۹۵۔حافظی بکڈ پو دیوبند

(۱۷) امام عبدالرحمن بن عبدالسلام، ترجمہ! علامہ منشا تابش قصوری...نزہۃ المجالس ،جلد دوم ۔صفحہ ۳۶۷.........ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

(۱۸) مشکوٰۃ المصابیح.......................باب فضائل سید المرسلین

(۱۹) مرقاۃ بحوالہ مرآۃ المناجیح

(۲۰) سید اشہد علی.........برحاشیہ دلائل الخیرات...صفحہ ۱۳۰۔ناشر مدینہ بک ڈپو اردو بازار دہلی ۶

(۲۱) صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی.........مقامِ نبوت.......صفحہ۔۳۸.......ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

(۲۲) علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ....طبقات ابن سعد۔حصہ اول، صفحہ ۹۳۔حافظی بکڈ پو دیوبند

(۲۳) صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی.......مقام نبوت.........صفحہ۔۴۰.......ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

(۲۴) صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی.........مقام نبوت.........................صفحہ۔۴۰

(۲۵) ڈاکٹر محمد طاہر القادری.....جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، صفحہ ۱۲۴ بحوالہ انوار محمدیہ، یوسف بن اسمٰعیل النبہانی صفحہ۔۳۳.......................اور زرقانی علی المواہب جلد ۱.........صفحہ۔۱۱۲

(۲۶) علامہ احمد یار خاں نعیمی.......................دیوانِ سالک

(۲۷) ڈاکٹر محمد طاہر القادری.....جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، صفحہ ۱۲۴ بحوالہ سیرۃ ابن ہشام، صفحہ۔۱۱۱ (۲) طبقات ابن سعد جلد ۱۔صفحہ ۱۰۲ (۳) سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ۔۹۱

(۲۸) شیخ الاسلام علامہ انوار اللہ فاروقی ...مقاصد الاسلام، حصہ یازدہم، صفحہ ۸۱۔۸۲ مطبوعات مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد

(۲۹) شاہ محمد رکن الدین الوری.........نور سے ظہور تک۔صفحہ۔۵۴.........ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

(۳۰) علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ...طبقات ابن سعد۔حصہ اول، صفحہ ۱۰۳۔حافظی بکڈ پو دیوبند

(۳۱) علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ...طبقات ابن سعد۔حصہ اول، صفحہ ۱۰۴۔حافظی بکڈ پو دیوبند

(۳۲) علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ....طبقات ابن سعد۔حصہ اول، صفحہ ۱۰۵۔حافظی بکڈ پو دیوبند

(۳۳) علامہ ابن جعفر جریر الطبری.....تاریخ طبری، صفحہ ۲۸۹۔جلد ب.........حافظی بکڈ پو، دیوبند

(۳۴) مرآۃ المناجیح.......................باب زیارۃِ القبور

(۳۵) حکیم الامت علامہ احمد یار خاں نعیمی.........تفسیر نعیمی، جلد اوّل.........صفحہ ۱۰۷

(۳۶) مولانا شبیر احمد عثمانی.........القرآن الکریم وَتَرجُمہ معانیہِ وَتفسیر اِلی اللغۃِ الاُردیۃِ''صفحہ۔۲۵

(۳۷) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں.........شمول الاسلام.........صفحہ ۳۸

(۳۸) علامہ احمد یار خاں نعیمی.........تفسیر نعیمی جلد اوّل صفحہ ۶۴۵.......ناشر مکتبہ رضویہ نئی دہلی ۲

(۳۹) سورہ شعرآء.......................آیت ۲۱۹

(۴۰) سیف الاسلام.....میلاد و نور مجسم نمبر.........صفحہ ۴۰۔جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء.........حیدرآباد

(۴۱) علامہ احمد یار خاں نعیمی.........نور العرفان.........سورہ شعرآء.........آیت ۲۱۹

(۴۲) مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر.........سورہ شعرآء.........آیت ۲۱۹۔دیکھئے۔

(۴۳) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں.........شمول الاسلام.........صفحہ ۳۳ تا ۳۶

(۴۴) مقاصد الاسلام۔حصہ ۱، صفحہ۔۳۵۔ناشر مطبوعات مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد ۵۰۰۲۶۵

(۴۵) مفسر قرآن محمد نعیم الدین مراد آبادی.........تفسیر خزائن العرفان

(۴۶) مفتی احمد یار خاں نعیمی.....شانِ حبیب الرحمٰن.........صفحہ۔۸۳.........مکتبہ جام نور دہلی ۶

(۴۷) مفتی احمد یار خاں نعیمی....مرآۃ المناجیح، جلد ۲۔صفحہ ۵۲۳۔ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی ۶

(۴۸) مولانا محمد پیر کرم شاہ ازہری.........تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳.........صفحہ ۴۲۱

(۴۹) علامہ عبدالرزاق چشتی.........تذکرۃ الانبیاء.........صفحہ۔۸۴

(۵۰) علامہ عبدالرزاق چشتی.........تذکرۃ الانبیاء.........صفحہ۔۵۱۸

(۵۱) علامہ عبدالرزاق چشتی.........تذکرۃ الانبیاء.........صفحہ۔۵۱۸

(۵۲) مولانا ضیاء الدین نقشبندی قادری.........سیرت النبی ﷺ.........صفحہ ۲۴

(۵۳) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں.........شمول الاسلام.........صفحہ۔۵

(۵۴)علامہ احمد یار خاں نعیمی.........تفسیر نعیمی..جلد اوّل صفحہ ۶۴۶ ـ ۶۴۷ ـ ناشر مکتبہ رضویہ نئی دہلی ۲

(۵۵)مفتی حشمت علی خاں ـ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ، تحفظ عقائد نمبر، کانپور، جولائی ۱۹۹۶ء ـ صفحہ ۶۶۲ـ۶۶۳

(۵۶)ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ، تحفظ عقائد نمبر، کانپور.....................جولائی ۱۹۹۶ء ـ صفحہ ۶۶۲

(۵۷)مفتی حشمت علی خاں ـ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ، تحفظ عقائد نمبر، کانپور، جولائی ۱۹۹۶ء ـ صفحہ ۶۶۳

(۵۸)مفتی حشمت علی خاں ـ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ، تحفظ عقائد نمبر، کانپور، جولائی ۱۹۹۶ء ـ صفحہ ۶۶۲

(۵۹)مفتی حشمت علی خاں ـ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ، تحفظ عقائد نمبر، کانپور، جولائی ۱۹۹۶ء ـ صفحہ ۶۶۵

(۶۰)سلطانِ مدینہ ﷺ نمبر، صفحہ ـ ۱۲۹، سالِ اشاعت ۲۰۰۴ء ـ مرتبہ: محمد فصیح الدین نظامی، ناشر اشاعۃ العلوم ـ جامعہ نظامیہ حیدر آباد ۶۴ ـ اے پی، الہند

(۶۱)سلطانِ مدینہ ﷺ نمبر، صفحہ ـ ۱۲۹، سالِ اشاعت ۲۰۰۴ء ـ مرتبہ: محمد فصیح الدین نظامی، ناشر اشاعۃ العلوم ـ جامعہ نظامیہ حیدر آباد ۶۴ ـ اے پی، الہند

(۶۲)مترجم علامہ عبداللہ العمادی مرحوم......طبقات ابن سعد......صفحہ ـ ۱۱۰ ـ حافظی بکڈپو دیوبند

(۶۳)علامہ احمد یار خاں نعیمی..................تفسیر نعیمی..................جلد اوّل......صفحہ ـ ۶۴۵

(۶۴)سیف الاسلام (میلاد نور مجسم نمبر ـ حیدر آباد..................صفحہ ۴۱، جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء)

(۶۵)علامہ احمد یار خاں نعیمی.................نعیمی سفرنامے..............صفحہ ۲۳۵ـ۲۳۶

(۶۶)علامہ احمد یار خاں نعیمی.................نعیمی سفرنامے.....................صفحہ ۲۳۲

(۶۷)لطیف مصور......ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور..................ستمبر ۲۰۰۶ء..............صفحہ ـ ۴۶

(۶۸)علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ....طبقات ابن سعد ـ حصہ اول، صفحہ ۱۰۹ ـ حافظی بکڈپو دیوبند

(۶۹)علامہ احمد یار خاں نعیمی.................نعیمی سفرنامے...........................صفحہ ـ ۱۱۱ـ۱۱۲

(۷۰)ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری........ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور....مارچ ۲۰۰۶ء......صفحہ ۵۵

(۷۱)آغا شورش کاشمیری ـ شب جائے کہ من بودم ـ ۱۶۱ـ۱۶۲ ـ ناشر الفیصل، غزنی اسٹریٹ، لاہور